يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة الا بامارة (دارمی)

مؤسس: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ
سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

ہفت روزہ
تنظیم اہل حدیث
لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

نگران اعلیٰ: حافظ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 20 | جمعۃ المبارک 23 تا 29 مئی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

رزق حلال

انسان کا ذریعہ معاش ایسا ہونا چاہیے جو شرعی، اخلاقی، قانونی طور پر جائز ہو اس میں کسی قسم کی بددیانتی، ظلم اور دھوکہ دہی کا دخل نہ ہو یعنی ایسا ذریعہ جس سے اللہ بھی راضی اور ضمیر بھی مطمئن ہو۔ دین اسلام کے معاشی و اقتصادی نظام میں رزق حلال کو فروغ دینے کی ہر ممکنہ کوشش کی گئی ہے اور حرام کمائی سے مکمل طور پر اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ حرام کمائی دین و اخلاق، خیر و شر کی تمیز ختم کر دیتی ہے اور بسا اوقات انسان کو انسان کا قاتل بنا دیتی ہے اور اطاعت کا اصل مقصد رب تعالیٰ کی رضا و خوشنودی بھی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک انسان رزق حلال کو اپنا شعار نہ بنا لے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو بھی رزق حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ”اے پیغمبرو کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح تم جو کچھ بھی کرتے ہوئے میں اس کو خوب جانتا ہوں“ (المومنون: 51) دوسرے مقام پر فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ”لوگو زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستے پہ نہ چلو“ (البقرہ: 168) اسی طرح تیسرے مقام پر فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ”اے ایمان والو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو پاک چیزیں ہم نے جو تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو“ (البقرہ: 172) اور چوتھے مقام پر فرمایا: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ”اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ“ (البقرہ: 188)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ ''سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاجر آدمی فریبی اور بخیل ہوتا ہے۔'' (ابوداود کتاب الادب باب فی حسن العشرۃ،ص 869،رقم الحدیث:4790)

مومن ایک سیدھا سادہ اور بھولا پن رکھتے ہوئے کسی کے متعلق سوء ظن نہیں رکھتا، خاص کر اپنے مالک حقیقی کے متعلق وہ ہمیشہ حسن ظن رکھتا ہے اور اسی کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو مخلوق کی آسانی کے لیے بے دریغ خرچ کرتا ہے، اسی لیے آپ نے ایک مومن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اس کا ایک وصف بھولا پن اور سخاوت کرنا بیان کیا ہے۔ جبکہ ایک فاجر کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ مومن کو اس بات پر پختہ یقین ہوتا ہے کہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور ان کو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہی خرچ ہونا چاہیے اور اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا فرماتے ہیں یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے مال ومتاع کو بے دریغ رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے، بسا اوقات وہ قرض لے کر بھی مخلوق باری تعالیٰ پر خرچ کرتے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میرے والد محترم حضرت زبیرؓ جنگ جمل کے موقع پر کھڑے ہوئے تو انھوں نے مجھے بلایا اور کہا اے بیٹے آج کی لڑائی میں ظالم قتل ہوگا یا مظلوم؟ میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے اس لیے میری موت کے بعد میرا مال فروخت کرکے سب سے پہلے قرض ادا کرنا، اس کے بعد انھوں نے باقی ماندہ مال سے ایک تہائی کی وصیت میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی، پھر وہ عبداللہ کو اپنے قرض کے متعلق وصیت کرنے لگے تو فرمایا: بیٹا اگر تو قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو میرے اللہ سے اس معاملہ میں مدد طلب کرنا، عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم قرض کی ادائیگی میں جب بھی دشواری آئی تو میں نے اسی طرح ہی دعا کی کہ اے زبیر کے مولا اور مالک تو ان کی طرف سے قرض ادا کر دے تو ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی، حضرت زبیرؓ اسی جنگ میں شہید ہوئے اور ان ترکہ درہم اور دینار نہیں تھا بلکہ وہ زمین کی شکل میں تھا اور اس میں مقام غابہ کی زمین شامل تھی، ان کے ترکہ میں گیارہ مکان مدینہ منورہ، دو بصرہ، ایک کوفہ اور ایک مصر میں تھا۔

اس قرض کی وجہ یہ تھی کہ جب بھی کوئی ان کے پاس امانت رکھنے کے لیے آتا تو یہ اسے بطور قرض قبول کر لیتے اور اس مال کو فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے، عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں میں نے ان کے قرض کا حساب کیا تو وہ بائیس لاکھ کے مقروض تھے۔

(بقیہ ص:21)

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور
جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
مدیر انتظامی حافظ عبدالوہاب روپڑی فاضل ام القری مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8081913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: دفتر تنظیم 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الانعام 7
دور حاضر کے فتنے اور والدین 9
مسنون نماز جنازہ 13

زرتعاون

فی پرچہ ۔۔۔۔ 10 روپے
سالانہ ۔۔۔۔ 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

ملعونہ شائستہ لودھی کو پھانسی دی جائے

مورخہ 14 مئی جیو کے پروگرام "اٹھو جاگو پاکستان" کی میزبان شائستہ لودھی نے ایسا شرمناک منظر دکھایا ہے جس کا کوئی مسلمان تصور تک نہیں کر سکتا۔ وینا ملک اور ان کے شوہر کی شادی کا منظر دکھایا گیا ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس اداکارہ وینا ملک کی وجہ شہرت کیا ہے؟ بہر حال وہ ایک آزاد خیال گھرانے کی شادی کا منظر پیش کر رہی تھی۔ جس میں ایسے گھرانے کی شادیوں میں ہونے والے بے پردگی، عریانی اور سب کچھ تھا۔

ادھر وینا ملک دلہن بنی بیٹھی تھی، ادھر ایک منقبت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت علیؓ کی شادی کے بارہ میں قوالی کی شکل میں شروع کر دی گئی۔ مجھے اس منقبت سے ہزار اختلاف سہی کیونکہ شاعر نے اس شادی میں سارے انبیاء کو براتی ظاہر کیا "لڑکی نبی کے گھر کی اور لڑکا اللہ کے گھر کا" یہ ایسے الفاظ ہیں ان کی تشریح کرتے ہوئے میرے ہاتھ کپکپاتے ہیں۔ اس قوالی میں اور بھی ایسے الفاظ ہیں جو عقیدہ توحید کے خلاف ہیں۔ دولہے کو مالک ارض وسما اور دلہن کو بحر و بر کی ملکہ کہا گیا ہے۔

عقیدے کی بحث سے ہٹ کر خاتون جنت کی شان شایان بیان ہو رہی ہو اور سامنے وینا ملک دکھائی جا رہی ہو، میرے پیارے پیغمبر کی لخت جگر کی شادی کے گیت اور سامنے ایک اداکارہ کا خاوند اور پھر دوسری لڑکیاں اپنے جمال دکھاتی ہوئیں اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی کے گیت ہوں اور ایک عورت اپنے دونوں ہاتھوں میں جوتے پکڑ کر لہرا رہی ہے، غرضیکہ ہر منظر شرمناک، لچرپن اور بے ہودگی کا مظہر تھا جو ناظرین کو سیدہ فاطمہؓ اور علیؓ کی شادی کے حوالے سے دکھایا گیا۔ ناظرین نے اس پر فوری اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور یہ فطری ردعمل تھا۔ ملعونہ شائستہ لودھی نے اس پر ناظرین سے معذرت کی، بقول "جیو ٹی وی" کہ بار بار معافی مانگی گئی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے مقام ومرتبہ امام الانبیاء کو ان سے محبت ،سیدہ کی پردہ داری کوئی ڈھکی چھپی نہیں ،اُمت رسول مقبول کا ایک ایک فرد اس سے واقف ہے ۔دنیا میں ان کی پردہ داری کا صلہ جو انھیں یوم حشر میں ملے گا وہ پل صراط سے گزرنے کے وقت ہوگا۔تمام انبیاء کی عفت و عصمت مآب مائیں، بہنیں ،بیٹیاں ،بیویاں پل صراط سے گزریں گی حتیٰ کہ اُمہات المومنینؓ بھی بجلی کی سرعت سے پل صراط پار کر جائیں گی۔یہ مقام اکیلی سیدہ فاطمہؓ کا ہے کہ جب وہ پل صراط سے گزرنے کے لیے آئیں گی تو منادی ندا دے گا کہ اپنے چہرے دوسری طرف پھیر لو،کسی انسان کا چہرہ پل صراط کی طرف نہ ہو کیونکہ خاتونِ جنت پل صراط سے گزرنے والی ہیں۔

جیو کے پروگرام کی میزبان نے اس ہستی کی توہین کی ہے اور یہ توہین بیٹی کی نہیں بلکہ باپ کی ہے کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ جب کسی کی بیٹی کی توہین کی جاتی ہے تو یہ توہین اس کے باپ کی ہوتی ہے۔بیٹی باپ کی عزت وناموس ہوتی ہے اور یہ باپ امام الانبیاء ورسل ہے اس کی شان میں گستاخی ہوئی ہے اس ملعونہ نے ناموس رسالت پر ہاتھ ڈالا ،جس کی نہ کوئی توبہ اور نہ معافی ہے۔

میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ عظمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی عصمت پر سب سے پہلے کوئی کتاب لکھی ہے تو وہ اہلحدیث امام ابن تیمیہؒ نے ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' لکھی ہے۔بعد میں آنے والے کسی مسلک ومشرب سے تعلق رکھتے ہوں انھوں نے اسی کتاب سے حاصل کیا ہے جو لکھا ہے۔انھوں نے اس مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ گستاخ رسول اگر توبہ کرے تو قاضی اس کی توبہ کو دلیل بنا کر اس کی سزا ختم نہیں کر سکتا۔ایسے مجرم کی نہ توبہ اسے فائدہ دے سکتی ہے اور نہ ہی معافی مانگنا اس کے جرم کا مداوا ہو سکتا ہے اور یہ عام فہم سی بات ہے جس کی گستاخی کی جائے معافی وہی دے سکتا ہے دوسرا کون ہوتا ہے؟

اس عمل اور پھر اس عمل پر معافی مانگنے کو جیو اور جنگ والے نے بڑی عیاری سے فون پر کچھ علماء سے لفظی ہیر پھیر کر کے بیان حاصل کر لیا کہ ملعونہ کے معافی مانگنے پر معاملہ ختم ہو گیا ہے،اب اس واقعہ کو مزید نہ اچھالا جائے کیونکہ اس سے اس نازک مسئلہ کو مزید ہوا ملے گی۔یہ وہ علماء ہیں جنھوں نے نہ تو ٹی ،وی پر یہ پروگرام دیکھا،نہ انھیں صحیح صورتحال معلوم تھی''جنگ'' کے ذمہ داران کی لفظی ہیر پھیر کا شکار ہو کر انھوں نے بے ساختہ ہاں میں ہاں ملا دی اور جب انھیں درست صورتحال کا علم ہوا تو انھوں نے اس واقعہ پر احتجاج بھی کیا اور تمام ذمہ داران کو سزا دینے کا مطالبہ بھی کیا، ان کا پہلا بیان غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنھیں حرمت رسول ﷺ،حرم بنتؓ رسول ﷺ اور حرمت داماد رسول ﷺ کی نسبت اپنا پیٹ زیادہ عزیز ہے اور جیو کی حمایت اور وکالت میں ایک ایسا فنکار سب سے پیش پیش ہے جو عشق رسول میں آنسو بہاتا کبھی مدینہ منورہ سے براہ راست پروگرام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔اہلحدیث کو وہابی اور نہ جانے کیا کیا لقب دیتا ہوا آئمہ حرم کو خطوط لکھتا ہے اور وہ ازراہِ مروت جواب لکھتے ہیں تو ان کے خطوط کو اپنی شہرت کے لیے استعمال کرتا ہے۔

میں اس عشق رسول پر بزنس کرنے والے سے پوچھنا اپنا حق سمجھتا ہوں کہ عشق رسول میں بہنے والے تیرے وہ گلیسرین کے آنسو کہاں گئے۔اب پیٹ کا منافع عشق رسول سے''جیو''میں زیادہ ہے تو بنت رسول کا بھی پاس نہ کیا۔اب اس پر احتجاج تجھے کبھی خلاف اسلام نظر آتا ہے اور کبھی کاروباری رقابت تو نے کہا کہ اے ،آر ،وائی بھی پہلے یہ پروگرام دکھا چکا ہے ہمیں تو معلوم نہیں تھا تمھیں معلوم تھا تو تیری غیرت کو کیا ہوا؟اور اس میدان میں یہ اکیلا نہیں جتنے عشق رسول بزنس کرنے والے تھے سب بے نقاب ہو گئے۔

ہری پگڑی باندھ کر مدینہ مدینہ کرنے والے اعجاز ثروت قادری بھی شائستہ لودھی کو معاف کر کے جیو کے وکیل بن گئے۔ کوکب نورانی، مفتی نعیم، ناظر نقوی اور کتنے ہی امام بارگاہوں کے ذاکر اور قبروں کے مجاور پیر، مفتی، سیدہ کی توہین کرنے والی کے وکیل بن کر میدان میں آگئے۔

یہی پیر حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
فقر بوذر گلیم حیدر چادر زہراؑ

اکابرین اہل حدیث نے ملک کے طول وعرض اس مسئلے کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے اور جن علماء سے غلط بیانی کر کے معافی کے بعد معاملے کو رفع دفع کرنے کی استدعا کرائی تھی معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہی فی الفور اخباری بیانات، پریس کانفرنسوں، خطبات جمعہ اور عوامی جلسوں میں بھرپور احتجاج کیا ہے۔ الحمدللہ وطن عزیز کے طول وعرض شہرودیہات، قصبات، بارایسوسی ایشنز، تعلیمی اداروں غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے غیور پاکستانی بھرپور احتجاج کررہے ہیں۔

اہل حدیث حب رسول یا حب اہل بیت بزنس نہیں کرتے بلکہ ان کی حرمت پر جان قربان کرنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ امیر المجاہدین حافظ محمد سعید صاحب نے اول دن سے اس مسئلے پر نوجوانوں کو متحرک کیا ہے، ان شاء اللہ اہلحدیث کی تنظیموں کے تمام اکابرین اس مسئلے پر متفق ہیں۔ میں جماعت اہلحدیث کے امیر شیخ الحدیث حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ اور اکابرین جماعت کے اس جذبے کی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں نے اعلان فرمایا ہے کہ جب تک پیمرا جیو کی نشریات مکمل طور پر بند نہیں کرتا، جب تک جیو کے پروگرام ''اٹھو جاگو پاکستان'' کی ٹیم بالخصوص ملعونہ شائستہ لودھی کے خلاف توہین رسالت، توہین اہل بیت کا مقدمہ درج نہیں کیا جاتا جماعت اہلحدیث چین سے نہیں بیٹھے گی۔

حضرت الامیر نے جماعت اہلحدیث کے نوجوان وکیل میاں عبدالقیوم کو ہدایت جاری کردی ہے کہ وہ پیمرا میں جیو کی بندش اور ذمہ داران کے خلاف پرچہ درج کرانے کے لیے عدالتی کاروائی کریں۔ ان شاء اللہ جیو کا پروردہ ڈرامے باز جس کی ڈرامے بازیاں اور زبان درازیاں پہلے خود جیو دکھا چکا ہے اور وہ تمام جبہ ودستار والے جن کے عماموں کو کلف جیو والے لگائے جاتے ہیں اب وہ اس چینل کی حمایت میں حق نمک ادا کررہے ہیں۔ انھیں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

الحمدللہ حرمت رسول پر جان قربان کرنے والے ابھی زندہ ہیں اور جب تک جسم میں جان موجود ہے ملک کے طول وعرض میں کروڑوں اہلحدیث حرمت اہل بیت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جائیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس واقعہ سے عوام الناس کو بھی خون دینے والے اور چوری کھانے والوں کا پتہ چل گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے ہر فرد کو حب رسول اور حب صحابہ کرامؓ واہل بیت نصیب فرمائے اور ان ہستیوں کی حرمت پر مرمٹنے کا جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین

ماہانہ اجلاس

جماعت اہلحدیث لاہور کا ماہانہ اجلاس مورخہ 11 مئی بروز اتوار سہ پہر 3 بجے منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور نے کی۔ انھوں نے کہا کہ پاک فوج کو بدنام کرنا امریکہ اور بھارت اسلام دشمن ممالک کو خوش کرنے کے مترادف ہے۔ ہم اپنی بہادر فوج کا شانہ بشانہ ساتھ دیں گے اور ملک وقوم کے تحفظ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اجلاس میں مولانا بشیر سلفی، سلمان عادل، نواز ساجد، حافظ عبدالحنان ودیگر نے شرکت کی۔

(منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہلحدیث لاہور)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

طلاق کنایہ اور بچے کے اخراجات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں میرا خاوند ذوالفقار علی بن محمد حنیف ایک شرابی انسان ہے میرے کئی بار منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آیا۔ ایک دفعہ دو تین دن گھر نہ آیا تو میں اس کے پیچھے ڈیرے پر چلی گئی جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب پیتا تھا۔ میں نے اُسے گھر جانے کے لیے کہا تو اس نے پتہ نہیں کتنی مرتبہ کہا کہ "تو میری طرف سے فارغ ہے جہاں چاہے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے" یہی الفاظ اُس نے تیسرے دن بھی دہرائے اور پھر پانچویں دن بھی اُس نے یہی الفاظ کہے کہ: "تو میری طرف سے فارغ ہے جہاں چاہے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے" اس واقعہ کو تقریباً چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے، اس دوران معززین نے بھی اس سے رابطہ کیا لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ میں نے اسے طلاق دے دی ہے، میرے تین بچے ہیں۔ اب قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ کتنی طلاقیں واقع ہوئی ہیں اور بچوں کی پرورش کس کے ذمہ ہے، جبکہ میرا خاوند بچوں کا خرچ نہیں دے رہا۔ سائلہ: سعیدہ کوثر دختر سلیمان خان، لاہور

الجواب بعون الوہاب:

حدیث میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ الْحَقِي بِأَهْلِكِ

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جون کی بیٹی جب نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خلوت میں لائی گئی تو جب آپ ﷺ اس کے قریب ہوئے تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بڑی عظیم الشان ذات کی پناہ طلب کی ہے تو اپنے گھر والوں کے ساتھ مل جا۔" (کتاب الطلاق باب من طلق وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق ج19 ص143 رقم الحديث: 2554)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر خاوند طلاق کی نیت سے اپنی بیوی کو کہے کہ تو میری طرف سے فارغ ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

ابو میمونہ کہتے ہیں میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک فارسی خاتون اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور اُس عورت نے صحابی رسول ابوہریرہؓ سے فارسی میں بات کہ میرا شوہر میرا بیٹا لے جانا چاہتا ہے تو ابوہریرہؓ نے فارسی میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: تم دونوں اس پر قرعہ اندازی کر لو، اس عورت کا شوہر آیا اس نے کہا میرے بیٹے کے بارہ میں مجھ سے کون جھگڑا کر سکتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہؓ نے کہا یا اللہ میں یہ فیصلہ اس لیے دے رہا ہوں میری موجودگی میں دربار رسالت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا خاوند مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتا ہے حالانکہ وہ مجھے ابو عتبہ کے کنویں سے پانی پلاتا ہے اور مجھے نفع پہنچاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اس پر قرعہ اندازی کر لو تو آپ نے بچے سے فرمایا کہ یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں ہے ان دونوں میں سے تو جس کا ساتھ چاہتا ہے ہاتھ پکڑ لے تو اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔

(ابوداود کتاب الطلاق باب من احق بالولد ص398 رقم الحديث: 2277 ابن ماجه کتاب الطلاق باب تخيير الصبي ص402 رقم الحديث: 2351 ترمذی کتاب الأحكام باب ما جاء في تخيير الغلام بين الوجه اذا افترقا ج5 ص31 رقم الحديث: 1357)

امام ترمذیؒ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کے

مطابق اصحاب النبی وغیرہ میں سے بعض اہل علم کا عمل ہے اور انھوں نے کہا ہے جب والدین کے درمیان تنازع ہو جائے تو بچے کو (ان دونوں کے درمیان) اختیار دیا جائے گا، یہی قول امام احمد اور امام اسحق بن راہویہ کا ہے کہ جب تک بچہ چھوٹا ہو ماں کے پاس رہے گا وہ اس کی زیادہ حق دار ہے اور جب وہ سات سال کا ہو جائے تو اسے والدین کے درمیان اختیار دیا جائے گا۔ (تحفة الأحوذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی تخییر الغلام رقم الحدیث:1357)

امام بغوی فرماتے ہیں:

إِذَافَارَقَ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ وَبَيْنَهُمَا وَلَدٌ صَغِيرٌ دُوْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ فَإِنَّ الْأُمَّ أَوْلٰى بِحَضَانَتِهِ إِنْ رَغِبَتْ وَعَلَى الْأَبِ نَفَقَتُهُ وَإِنْ لَمْ تَرْغَبْ فَعَلَى الْأَبِ أَنْ يَسْتَأْجِرَ اِمْرَأَةً تَحْضِنُهُ جب آدمی اپنی بیوی سے جدائی اختیار کرلے اور میاں بیوی کی اولاد چھوٹی ہو تو سات سال سے کم عمر والی اولاد کی پرورش میں اگر ماں رغبت رکھے تو اولاد ماں کے پاس رہے گی اور باپ اولاد کے اخراجات کا ذمہ دار ہوگا اور اگر عورت اولاد میں رغبت نہ رکھے تو پھر باپ پر لازم ہے کہ وہ کسی دوسری عورت کو اُجرت دے کر بچے اپنے پاس رکھے۔ (شرح السنة امام بغوی کتاب العدة باب ای الوالدین احق بالولدج 5ص510)

قرآن مجید میں ہے: وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ '' بچے کو دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق بچے کے والد کے ذمہ ہوگا۔ (البقرہ:233) جب دودھ پلانے والیوں کے اخراجات کی ذمہ داری بچے کے باپ پر ہے تو بچے کے اخراجات بالاولی باپ کے ذمہ ہوں گے۔

صورت مسئولہ میں خاوند نے مختلف مجالس میں بیوی کو کہا ہے کہ ''تو میری طرف سے فارغ ہے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے'' یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اس نے یہ کلمات طلاق کی نیت سے مختلف مجالس میں کہے ہیں جس سے عورت کو تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں کیونکہ مجلس کے مختلف ہونے سے طلاق مختلف ہو جاتی ہے لہذا یہ تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اگر عورت بوقت طلاق حاملہ نہیں تھی تو اس کی عدت ''تین حیض'' ہوگی اور حاملہ ہونے کی صورت میں عدت ''وضع حمل'' ہوگی۔ عدت گزارنے کے بعد با اجازت ولی عورت جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے شریعت کی طرف سے اس پر کوئی طعن وتاوان نہیں۔

اس کے علاوہ بچوں کے اخراجات شرعاً باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہے تو سات سال کی عمر سے کم بچوں کو اپنے پاس رکھے گی لیکن بچوں کے اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے، جب یہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو پھر بچوں کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں اور باپ میں سے جس کے پاس رہنا چاہیں رہیں، اس صورت میں بھی بچوں سے باپ یا ماں کو ملاقات کرنے کی اجازت ہوگی، کسی بھی فریق کو بچوں کی ملاقات سے شرعاً روکا نہیں جا سکتا۔ فقط

بقیہ: تفسیر سورۃ الانعام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ایک کتاب جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے، اُس پر یہ لکھا ہے: بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ ج9جز17ص60رقم الحدیث: 2751)

اخذ شدہ مسائل:

(۱) ذات باری تعالیٰ ہی ربوبیت کے لائق ہے اس کے علاوہ کسی کو رب ماننا شرک کہلائے گا (۲) روز قیامت کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی (۳) ہر نفس سے صرف اسی کے متعلق ہی باز پرس ہوگی (۴) اللہ تعالیٰ نے انسان کو نسل در نسل اپنے سے پہلوں کا جانشین بنایا ہے (۵) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رزق، قوت، کمزوری، کشادگی اور علم عطا کرکے آزمایا ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کفار اور نافرمانوں کو سخت سزا دینے والے ہیں (۷) رحمت باری تعالیٰ کی امید کرتے ہوئے شرعی احکامات کی اتباع کرنے اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 38)

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

کہہ دیجیے کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں جبکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور کوئی شخص ایسا (گناہ) نہیں کرتا کہ جس کا وبال اسی پر نہ ہو اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر (بالآخر) اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے، چنانچہ وہ ان باتوں کی خبر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے تھے۝ اور وہی ہے جس نے زمین میں تمھیں ایک دوسرے کا جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے اوپر کئی درجے عطا کیے تاکہ وہ تمھیں ان نعمتوں میں آزمائے جو اس نے تمھیں دیں، بیشک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۝

مشکل الفاظ کے معانی:

أَبْغِي:	میں تلاش کروں
وَازِرَةٌ:	بوجھ
فَيُنَبِّئُكُم:	وہ تمھیں خبر دے گا
خَلَائِفَ:	جانشین
سَرِيعُ:	جلد

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں صراط مستقیم اور ملت ابراہیمی کا تذکرہ تھا اور ان آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ روز قیامت ہر انسان کو اس کے اپنے اعمال کے متعلق ہی سوال کیا جائے گا، کسی دوسرے کی مسئولیت اس کے ذمہ نہیں ہوگی۔

التوضیح:

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ

کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے ترک اسلام پر مجبور کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کرتے ہوئے ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں اور آپ دین اسلام کو چھوڑ دیں تو ہم آپ کو ہر وہ چیز دیں گے جو تجھے دنیا و آخرت کی تکالیف سے محفوظ کر سکے تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروایا، کیا یہ میرے لیے لائق ہے کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا رب بنالوں؟ حالانکہ وہ تمام کائنات کا رب ہے، اسی نے ہی ہر چیز کو پیدا کیا ہے وہی خالق و مالک ہے ہر چیز اسی کی مخلوق ہے، اس لیے تمام مخلوق پر واجب ہے کہ وہ اپنے خالق کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

اور کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی، اس کے اچھے اور برے اعمال پر اُسے ہی جزا اور سزا دی جائے گی، اگر کوئی انسان کسی کے لیے برائی کا سبب بنا تو اسے اس سبب بننے کی بھی سزا دی جائے گی اور گناہ کا ارتکاب کرنے والے کے گناہ میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝ پھر تمھارے رب کی طرف لوٹنا ہوگا، وہ خیر اور شر کے اعمال میں تمھارے اختلاف پر تمھیں مطلع کرے گا، تمھیں خبر دے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنایا یعنی اس نے تمھیں نسل در نسل زمین کو آباد کرنے والا بنایا جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں پہلے لوگوں کا زمین میں جانشین بنایا ہے۔

نوٹ: لفظ خلیفہ کی مزید تفصیل کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 30 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کو اپنے آباء و اجداد کا جانشین بنا کر رزق، اخلاق، خوبیوں، خرابیوں، صلاحیتوں، شکلوں، رنگوں اور مال و دولت میں ایک دوسرے سے مختلف کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۔ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۝ "دیکھیے ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور آخرت درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور فضیلت میں کہیں بڑھ کر ہے۔" (بنی اسرائیل: 21)

اختلافِ درجات کی حکمت:

اولادِ آدم کو مال و دولت اور مختلف صلاحیتوں میں ایک دوسرے سے مختلف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی آزمائش اور ابتلاء ہے کہ ان نعمتوں سے انسان کو بہرہ ور فرما کر بھی آزماتا اور محروم کر کے بھی آزماتا ہے تاکہ دیکھ سکے کہ انسان شکر اور صبر و استقامت پر کس حد تک قائم رہتا ہے، اسی لیے فرمایا: لِيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ تاکہ جو کچھ اس نے تمھیں عطا کیا اس میں تمھاری آزمائش کرے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ بیشک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب اور اللہ تعالیٰ اس میں تمھیں ایک دوسرے کے بعد بھیجنے والا ہے اور وہ یہ دیکھنے والا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو پس دنیا سے بچ جاؤ اور عورتوں سے بچ جاؤ کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں ہی تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب أكثر أهل الجنة الفقراء ج 9 جز 17 ص 49 رقم الحديث: 2742 جامع الترمذی کتاب الفتن باب ما أخبر النبي ج 3 جز 6 ص 575 رقم الحديث: 2191)

إِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

سورۃ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر عباد الرحمن کو جنت کی ترغیب دیتے ہوئے اور جہنم میں لے جانے والے اعمالِ سیئہ سے بچنے کی ترہیب بیان کی تاکہ ہر شخص اپنی اخروی کامیابی کے لیے ہر ممکن محنت و کوشش کر سکے، ترغیب و ترہیب ہی وہ چیز ہے جو انسان کو اپنی اصلاح کرنے میں کلیدی تعاون مہیا کرتی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مومن کو علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر سخت سزائیں ہیں تو کوئی بھی (اس کی) جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر وسیع ہے تو کوئی بھی (اس کی) جنت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو قسم کی رحمت پیدا فرمائی اور ان میں سے صرف ایک قسم کی رحمت کو اپنی مخلوق میں بانٹ دیا اور اسی کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں اور باقی ننانوے اقسام کی رحمتیں خود اللہ رب العالمین نے اپنے پاس ہی رکھی ہیں۔ (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد بن حنبل ج 14 ص 139 رقم الحديث: 8415 صحیح مسلم کتاب التوبة في سعة رحمة الله تعالى ج 9 جز 17 ص 62 رقم الحديث: 2755 جامع الترمذی کتاب الدعوات باب لو يعلم المؤمن ما عند الله من العقوبة ج 5 جز 9 ص 156 رقم الحديث: 3540)

(بقیہ ص 6)

دورِ حاضر کے فتنے اور والدین کی ذمہ داریاں

حافظ عبدالوہاب روپڑی

انسان کو قدرت نے بے پناہ نعمتوں سے نوازا ہے اس لیے اسے حق المقدور خالق کائنات کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے کیونکہ اولاد کو صغر سنی میں ہی اچھے اخلاق اور آداب سکھانا برائی سے نفرت دلانا اور نیکی کی طرف راغب کرنا والدین کی اولین ذمہ داری ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ ''اے ایمان والو تم خود کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچالو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل طاقتور فرشتے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ اس کے حکم کو بجالاتے ہیں۔'' (پ 28 التحریم: 6) اس آیت مبارکہ میں اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانا یعنی برائی سے نفرت دلانا اور اس سے بچنے کی تلقین کرنا، اسی طرح ان میں برائی اور نیکی کی تمیز پیدا کرنا والدین کی ذمہ داری بتلائی گئی ہے اور یہ کام والدین تب ہی بحسن خوبی سرانجام دے سکیں گے جب انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اچھے اور برے کام کی تمیز رکھتے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔ امام نگران ہے اسے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، مرد اپنے گھر کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجمعة باب الجمعة فی القری ج 6 ص 16 رقم الحدیث 893 مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامیر العادل وعقوبة الجائر ج 6 جز 12 ص 168 رقم الحدیث: 1829)

فرمانِ نبوی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ والدین کے لیے اتنا کافی نہیں کہ وہ خود نماز، روزہ اور دیگر عبادات واحکام شرعیہ کی پابندی کرتے رہیں مگر اپنی اولاد کا خیال نہ رکھیں نہ ہی ان کو نیکی کی طرف راغب کریں اور نہ ہی برائی سے روکیں بلکہ والدین کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد میں نیکی اور برائی کا شعور پیدا کریں اور اس کے ساتھ ساتھ والدین پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کو غیر بھروسہ مند لوگوں کے پاس جانے اور بیٹھنے سے منع کریں اور روکنے کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ بچے اسے بخوشی قبول کریں بادیگر صورت بچے مثبت اثر لینے کی بجائے منفی اثر لیں گے جس سے ان کی اخلاقی حالت مزید بگڑ جائے گی۔

اچھے اور برے کی تمیز:

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو احسن انداز سے اچھے اور برے کی تمیز کروائیں اس کے لیے ان سے محبت وشفقت کا اظہار ضروری ہے تاکہ وہ با آسانی بری عادات کو پہچان لیں کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی ج 7 ص 119 رقم الحدیث 1359 مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود ج 8 جز 16 ص 177 رقم الحدیث: 22-23) حدیث نبوی ﷺ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بچوں کو فطرت اسلام پر قائم رکھنے اور اس سے ہٹانے میں والدین کا مرکزی کردار

ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان فطری طور پر برائی سے نفرت اور اچھائی کی طرف مائل ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے بھی اہل دنیا کو بچوں کی تعلیم وتربیت کے اسلوب سکھلائے ہیں۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا، کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ سارے برتن میں گھومتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے اللہ کا نام لو اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الأطعمة باب التسمية على الطعام ج20 ص17 رقم الحدیث:5376)

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مال زکوۃ سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی، آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا کہ اے حسن اسے تھوک دے تمہیں معلوم نہیں ہم مال زکوۃ نہیں کھاتے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الزکاة باب مايذكر في الصدقة للنبي ج8 ص31 رقم الحدیث: 1491 مسلم كتاب الزكاة باب تحريم الزكاة على رسول الله وهم بنوهاشم وبنوالمطلب دون غيرهم ج4 جز9 ص146 رقم الحدیث:1069)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کی ذمہ داری ہے وہ اپنی اولاد کو نیکی اور برائی کی تمیز سکھائیں اور برائی سے نفرت دلائیں جیسا کہ بعض حضرات بچوں کو چھوتے ہیں۔ مثلاً والدین، بڑا بھائی، چچا، ماموں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ، ان سب کے چھونے کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ والدین، بڑا بھائی، چچا، ماموں وغیرہ بچے کو پیار سے چھوتے ہیں اور اس کے چھونے کے مقام بچے کا چہرہ یا بازو وغیرہ، لیکن بسا اوقات کچھ دوسرے لوگ جن کی طبیعت میں شر ہوگا وہ بچے کے مخصوص اعضاء کو یا ستر کو چھونے کی کوشش کریں گے اس لیے والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بچے کو احسن طریق سے بتلائیں کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک یہ ستر ہے اس کا اظہار کسی کے سامنے نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ ہمارا دین اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح جب بچوں کی عمر دس سال کے قریب ہو جائے تو انھیں الگ الگ سونے کا حکم دیں کیونکہ اس وقت ان کے وجود میں تبدیلی رونما ہونا شروع ہو جاتی ہے جس سے بچے کے کردار پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کردو۔ (ابوداود کتاب الصلاة باب متى يؤمر الغلام بالصلاة ص91 رقم الحدیث 495)

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس:

اولاد کو تربیت دیتے ہوئے اسے اس بات کا احساس دلانا چاہیے کہ ہم جس معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہیں وہ ہمیشہ ان کے ساتھ اور ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اس کے ہاں ان کی تمام حرکات وسکنات محفوظ ہو رہی ہیں، کوئی نیکی اس سے پوشیدہ نہیں اور نہ ہی کوئی برائی چاہے وہ کتنے ہی پردوں کے اندر چھپ کر کی جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس ؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو (اس کے حقوق اور احکامات پر عمل کرکے اس کی منع کردہ چیزوں سے بچو) وہ تمہیں یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو گے تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم مانگو تو اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔ (سنن ترمذی باب ولکن یا حنظلة ساعة رقم الحدیث: 2517)

بچے اور خود اعتمادی:

اولاد کی تربیت کرتے ہوئے بچوں کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ خود اعتمادی سے بچے کی شخصیت اُجاگر اور قوت ارادی مضبوط ہوگی اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر بات پر بچے کو ڈانٹا نہ جائے کیونکہ ایسا طرز عمل بچے میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ بچے سے کوئی ناپسندیدہ کام سرزد ہونے پر نہ اسے ڈانٹتے اور نہ ہی اسے ملامت کرتے، یہ انداز اختیار فرما کر آپ ﷺ بچے کے دل میں شرم وحیا کا بیج بوتے اور اس میں بیدار مغز اور ہوشیار رہنے کی خوبی پیدا کرتے تاکہ وہ خود اعتمادی کے ساتھ شرم وحیا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے ایک

دن رسول اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیا اس کے بعد مجھے ایک راز کی بات بتلائی جسے میں لوگوں میں سے کسی کو نہ بتلاؤں، رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو اپنا راز دان بنانے کے ساتھ اس کے دل میں خود اعتمادی پیدا کی۔ مشاہدات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بچے کے جسم پر ہاتھ پھیرنے، اسے چھونے، اس سے خوش طبعی کرنے یا اسے بغل میں لینے سے بچے کو آسودگی محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو محذورہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان سکھلائی اور میرے سر کے اگلے حصہ کو چھوا۔ (ابوداود کتاب الأذان ص 92 رقم الحدیث:500) اسی طرح آپ ﷺ نے ابن عمر ؓ کے کندھے کو چھو کر فرمایا دنیا میں تو مسافر کی طرح زندگی بسر کر۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الرقاق باب قول النبی کن فی الدنیا ج 22 ص 157 رقم الحدیث: 6416) مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ بچوں کو شفقت سے چھونا جائز ہے لیکن اس کے ستر کو بطور شفقت بھی چھونا جائز نہیں اگر کوئی یہ ناجائز کام کرے تو پھر والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ذہن میں جائز اور ناجائز اعضاء کو چھونے کا فرق ڈالیں تاکہ برے ارادہ سے بچے کو مس کرنے والا اپنے قبیح فعل میں کامیاب نہ ہو سکے، اس طرز عمل سے اس کی اجتماعی و معاشرتی خصوصیات کو تقویت بھی ملے گی جس سے بچے کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، اس خود اعتمادی کو مزید مستحکم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل امور ضروری ہیں: (۱) بچے کے ساتھ مسلسل گفتگو اور مکالمہ (۲) فیملی کے بعض معاملات میں اس سے مشاورت (۳) بچے کی صلاحیتوں کے مطابق اس کے ذمے کچھ امور کا سپرد کرنا (۴) خاندان میں اجتماعی کھیلوں کا انعقاد جس میں خاندان کے بھی افراد اپنے اپنے طور پر شریک ہوں۔ دور حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ بچوں کو ابتدائی عمر میں تربیت دی جائے تاکہ وہ والدین کا راز افشانہ کریں اور والدین کے ساتھ اپنی ہر بات شیئر کر سکیں، انھیں اس بات کا بھی اعتماد دلایا جائے کہ والدین ان کے دوست ہیں دشمن نہیں اور وہ ان سے کوئی بھی بات نہیں چھپاتے، اس طرز عمل سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوگی اور والدین بچے کی صحیح سمت رہنمائی کر سکیں گے اور بچے بھی اپنا ہر معاملہ بآسانی والدین سے شیئر کر سکیں گے۔

سیدنا عمر فاروق ؓ اور بچے:

بعض بچے فطری طور پر زیادہ شرمیلے ہوتے ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ والدین بچوں کو لوگوں کے ساتھ میل جول کا عادی بنائیں کیونکہ لوگوں کے ساتھ ملاقات اور باتیں کرنے سے ان کا شرمیلہ پن دور ہوگا اور اسی بنا پر وہ کئی غلط کاموں سے محفوظ رہیں گے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے سوال کیا کہ وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے؟ انھوں نے مختلف جوابات دیے، عبداللہ بن عمر ابھی نابالغ تھے ان کے ذہن میں کھجور کا درخت آیا لیکن کم عمری کی بنا پر شرما گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے جواباً کھجور کا درخت بتلایا تو عبداللہ بن عمر نے اپنے والد محترم سے تذکرہ کیا کہ میرے ذہن میں بھی کھجور کا درخت تھا تو انھوں نے فرمایا: بیٹا اگر تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کر دیتا تو مجھے فلاں فلاں چیز سے اچھا لگتا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الأدب باب ما لا یستحیا من الحق ج 21 ص 191 رقم الحدیث: 6122) عبداللہ بن عمر ؓ نے شرماتے ہوئے سوال کا جواب نہیں دیا لیکن سیدنا عمر فاروق ؓ نے ان کو جواب دینے کی ترغیب دلائی، ان کو ڈانٹا نہیں نہ ہی انھیں مطعون ٹھہرایا بلکہ احسن انداز سے سمجھا کر ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

جنسی تربیت:

جنسی خواہش ہر انسان کی جبلت میں رکھی گئی ہے اگر انسان اس کو قابو میں نہ رکھ سکے تو وہ حیوان کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے اور اگر انسان کو صحیح جنسی شعور ہو جائے تو معاشرہ مختلف جرائم سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے والدین کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو مناسب وقت میں ایسے حساس معاملات بھی بتلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ احسن انداز سے ان کی رہنمائی کریں کیونکہ ان کے وجود میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ایسے وقت میں والدین کو چاہیے کہ وہ انھیں ان تبدیلیوں کے متعلق شرم و حیاء کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بتلائیں تاکہ بچے کی صحیح رہنمائی ہو سکے اور اس کے ساتھ بچے کو یہ بھی اچھی طرح سمجھائیں کہ تیرے وجود کو یہاں تک مس کیا جا سکتا ہے

اس سے تجاوز کرنا خطرناک عمل ہوگا، تاکہ بچے میں یہ شعور اجاگر ہو سکے کہ کونسا مَس اس کے لیے مفید اور کونسا غیر مفید اس کو راہِ راست سے دور لے جانے والا ہے۔ اسی طرح اگر والدین سے بچہ ایسا کوئی سوال کرتا ہے تو والدین اعتدال اور میانہ روی اختیار کرتے ہوئے اسے بات سمجھائیں تاکہ بچے کی صحیح سمت رہنمائی ہو سکے، جب بچے میں خود اعتمادی ہوگی اور والدین کو وہ اپنا خیر خواہ تصور کرے گا تو پھر ان کے ساتھ اپنی ہر بات شیئر کرنے میں اُسے کوئی عار محسوس نہیں ہوگی۔

غلطی کا بچوں پر الزام:

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اسلام کا نظام اچھا شہری تیار کرنا نہیں بلکہ اسلام کے نظامِ تربیت کا مقصد اچھا انسان تیار کرنا ہے ایسا انسان جو مکمل ہو جس میں انسانیت کے سارے پنہاں جوہر نمایاں ہوں۔ (اسلام کا نظامِ تربیت ص 16) اسلامی نظامِ تربیت میں تربیت کا آغاز اسی دن سے ہو جاتا ہے جب بچہ اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے اسی لیے اسلام نے تربیت کی سب سے پہلی ذمہ داری والدین پر عائد کی ہے اور حکم دیا ہے جب تمھاری اولاد بولنے لگے تو اسے لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ پھر موت آنے تک اس کی فکر کرو۔ (کنز العمال ج 16 ص 183 رقم الحدیث: 45324) اگر بچوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو نرمی کیساتھ مثبت انداز میں انھیں اس غلطی کے نقصانات اور اس سے محفوظ رہنے کے فوائد بتلائے جائیں اور غلطی کا الزام ان پر نہ دیا جائے اور نہ ہی دوبارہ اس غلطی کو بطورِ طعن ان کے سامنے ذکر کیا جائے کیونکہ ایک بدوی نے مسجدِ نبوی میں پیشاب کر دیا لوگ اس کی طرف گھورنے لگے تو آپ نے فرمایا: اسے کچھ نہیں تم ایک ڈول پانی لاؤ اور اس متاثرہ مقام پر بہا دو، وہ خود بدوی بیان کرتا ہے کہ اللہ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے سزا نہیں دی اور نہ ہی مجھے ڈانٹا ہے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث: 1443) اگر غلطی پر بلاوجہ ڈانٹنا منع ہے تو پھر اس غلطی پر طعن و تشنیع کرنا بالاولیٰ منع ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے انسان کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ انسان عادی مجرم بن جاتا ہے۔

تربیتِ اولاد کے اہم عناصر: تربیتِ اولاد میں والدین کا اہم کردار ہوتا ہے، والدین کو چاہیے کہ وہ مندرجہ ذیل تیرہ عناصر کو دورانِ تربیت ہمیشہ یاد رکھیں: (۱) بچوں کو ترغیب دی جائے کہ انھیں اچھا کام کرنے پر انعام دیا جائے گا اور پھر عملاً اس کے اچھے کام کی تحسین کرتے ہوئے انھیں انعام سے نوازا جائے اور غلطی کرنے پر انھیں سزا بھی دی جائے (۲) والدین بچوں کے ساتھ کوئی نہ کوئی ہلکا پھلکا کھیل کھیلیں، ان کی اس معاملہ میں بے پروائی اور عدم توجہ سے بچے نفسیاتی کمزوریوں کا شکار ہو جاتے ہیں (۳) والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات کا بچوں کے سامنے اظہار نہ کریں کیونکہ اس طرزِ عمل سے بچے کی خود اعتمادی کمزور ہو جاتی ہے (۴) بچے کے ذاتی تصرفات میں رکاوٹیں نہ ڈالی جائیں، ان کی نگرانی کی جائے اور بوقتِ ضرورت اہم معاملات میں مداخلت کی جائے (۵) اگر بچے کو کسی کام کا حکم دینے کی ضرورت پڑے تو اسے اچھے الفاظ اور بہترین اسلوب سے حکم دیا جائے (۶) بچوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ کے حوالے سے کوئی امتیاز نہ برتا جائے کیونکہ امتیازی رویے کی بنا پر دلوں میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے۔ (۷) بچوں کو بامقصد کہانیاں اور واقعات سنائے جائیں، خوف اور دہشت پیدا کرنے اور جرائم کی طرف راغب کرنے والے واقعات سے اجتناب کیا جائے (۸) بچوں کو ایسے ذرائع و ابلاغ سے دور رکھا جائے جو انھیں برائی کی طرف راغب کریں اور کبھی کبھار انکے سامنے ایسے پروگراموں کا تنقیدی جائزہ بھی لینا چاہیے (۹) بچوں کو نیکی کی عادت ڈالی جائے، انھیں برائی سے دور رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے (۱۰) بچے میں یہ احساس غالب کیا جائے کہ گھر میں اس کے ساتھ زیادہ محبت کی جاتی ہے (۱۱) بچے کے لیے اچھے دوستوں کا انتخاب کیا جائے (۱۲) بچے کے سامنے پرندوں اور حیوانوں کے ساتھ شفقت کی جائے کیونکہ ان کے ساتھ سختی اور بے رحمی کرنے سے بچے کے ذہن میں بے رحمی اور سختی پیدا ہوگی اور وہ ہمیشہ انسانوں کے ساتھ بھی اسی سلوک پر کاربند رہے گا (۱۳) بچے کو ہر وقت گھریلو ملازموں کے پاس چھوڑ دینا انتہائی خطرناک ہوتا ہے، ہاں کو اس کا ادراک کرتے ہوئے بچے کو مناسب وقت دینا چاہیے اور اسے موقع کی مناسبت سے دینی نصائح کرنی چاہییں کیونکہ ان میں کمی اور کوتاہی برائی کے قریب اور شر کی طرف مائل کرے گی۔

مسنون نمازِ جنازہ

حکیم محمد صفدر عثمانی پرنسپل ادارہ افکار المحدثین

قسط نمبر 2 آخری

جنازہ کی دعائیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی: اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا و کبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ اللھم عفوك اللھم عفوك. (ترمذی:166)

(۲) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ منقول ہیں: اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ اکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار۔ (صحیح مسلم: ۱/۳۱۱)

(۳) اللھم عبدك وابن عبدك وابن امتك كان یشھد ان لا الہ الا انت وحدك لا شریك لك وكان یشھد ان محمدا عبدك ورسولك اصبح فقیرا الی رحمتك واصبحت غنیا عن عذابہ تخلی من الدنیا واھلھا ان كان زاكیا فزكہ وان كان مخطئا فاغفرلہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ

(مستدرک حاکم: ۱/۳۵۹)

(۴) اللھم انت ربھا وانت خلقتھا وانت ھدیتھا الی الاسلام وانت قبضت روحھا وانت اعلم بسرھا وعلانیتھا جئنا شفعاء فاغفرلھا (سنن ابوداود ۲/۱۰۰)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کا طریقہ دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں کہا میں پہلے تکبیر اللہ اکبر کہتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں اس کے بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: اللھم عبدك وابن عبدك وابن امتك كان یشھد ان لا الہ لا انت وان محمدا عبدك ورسولك وانت اعلم بھا اللھم ان كان مسیئا فتجاوز عن سیئاتہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ.

(عبدالرزاق ۳/۴۸۸)

مسئلہ:

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے لیے کوئی خاص دعا مقرر نہیں کہ صرف اسی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہو، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف ادعیہ آپ سے ثابت ہیں اور صحابہ کرامؓ نے بھی کسی ایک دعا پر التزام نہیں کیا۔ ان ادعیہ ماثورہ میں سے جونسی بھی دعا پڑھ لی جائے سنت ادا ہو جائے گی۔ صوفی صاحب مذکور ہی فرماتے ہیں۔ (نماز مسنون کلاں ۷۳۵)

نماز جنازہ میں قرأت:

نماز جنازہ میں اگر سورۃ فاتحہ بطور قرأت پڑھے گا تو مسئی اور گناہگار ہوگا، کیونکہ قرآن کا پڑھنا نماز جنازہ میں غیر مشروع ہے۔ البتہ ثناء کے مقام پر اگر بطور ثناء و تحمید پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔ (نماز مسنون ۷۳۲ تا ۷۹۳) علمائے احناف کی ان تحریرات سے مندرجہ ذیل نتائج

سامنے آتے ہیں:(۱) نماز جنازہ کے لیے کوئی الگ شرطیں نہیں بلکہ وہی شرائط ہوں گی جو نماز پنجگانہ کی ہیں۔(۲) نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور ثناء پڑھنی جائز ہے، کیا اہلحدیث اسے ثناء نہیں سمجھتے؟(۳) دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے اگرچہ کوئی اور بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی اور درود پڑھا جاسکتا ہے کہ نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ نماز جنازہ ایک دعا ہے اس میں دعاؤں کے الفاظ میں کمی و زیادتی ہوسکتی ہے جیسا کہ صوفی صاحب کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں کہ صرف اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہو، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف ادعیہ آپ سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے بھی کسی ایک دعا پر التزام نہیں کیا گویا کہ خلیل احمد صاحب کی ہر بات کا جواب ہے۔

قارئین کرام:

اندازہ لگائیں کہ ان حنفی شہادتوں کے بعد خلیل احمد صاحب کی تحریر کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ ہرگز نہیں، ہاں ان کی جہالت کا ثبوت باقی ہے، اُستاذ الحدیث جو ہوئے۔ مندرجہ بالا حنفی حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں حمد وثناء ہے اور ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ فاتحہ بہترین حمد وثناء اور دعا ہے جسے بطور ثناء پڑھنا حنفی بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا سورۃ فاتحہ نماز میں پڑھی جائے گی۔

(۱) حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انھوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے یہ اس لیے کیا ہے: لتعلموا انها سنة تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ (بخاری) اور نسائی میں حق کے الفاظ بھی ہیں اور کسی صحابی کا کسی فعل کو سنت کہنا مرفوع کہلاتا ہے۔

(۲) حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: السنة فی الصلاة علی الجنازة ان یقرأ فی التکبیر الاولی بام القرآن ''نماز جنازہ میں سنت یہی ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔'' (نسائی: ۱/ ۲۱۸)

صحیح بخاری میں فاتحہ اور نسائی کی ایک حدیث میں فاتحہ کے ساتھ اور سورۃ پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے جس سے احناف اور صوفی عبدالحمید سواتی اس بات کا بھی رد ہوا کہ: ''قرآن کا نماز جنازہ میں پڑھنا غیر مشروع ہے'' اگر غیر مشروع ہوتا تو کیا صحابہ کرامؓ پڑھتے؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ اسے سنت قرار دے رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کے سنت کہنے پر کوئی نہیں بولا کہ یہ غیر مشروع ہے، سنت نہیں۔ لیکن اس وقت صحابہ کرامؓ کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صحابہؓ بھی اسے سنت مصطفیٰ ہی سمجھتے تھے، ورنہ تڑپ اُٹھتے کہ تم نے غیر مشروع کام کو سنت کہہ دیا ہے۔ یہ احناف ہی کا حوصلہ ہے جس کام کو صحابہؓ سنت کہیں یہ اسے غیر ثابت اور غیر مشروع کہیں۔ پھر ظلم یہ کہ صحابہ کے ہمنوا اور حمایتی بھی بنتے ہیں۔ اگر احناف کے ہاں فعل صحابی دلیل شرعی ہوتا تو فاتحہ کو غیر مشروع نہ کہتے کیونکہ صحابہ کرامؓ اسے سنت قرار دیتے ہیں جس کے مشروع ہونے میں قطعی شک نہیں کیا جاسکتا۔ جب خلیل احمد صاحب اور احناف کے ہاں صحابہ کرامؓ کے فعل کا یہ حال ہے تو اہل حدیث پر ہی اعتراض کیوں؟ کہ فعل صحابی دلیل شرعی نہیں مانتے کیا تم احناف مانتے ہو؟ ہرگز نہیں، تو جو بات متفقہ ہے اسے متنازعہ بنانے کا کیا معنی؟ یہ محض عوام کو بدظن کرنا مقصود ہے۔

اہل حدیث کی نماز جنازہ کی ترتیب اور طریقہ الحمدللہ سنت نبوی کے عین مطابق صحیح اور درست ثابت تھا اور ہے جس کی وضاحت علماء احناف سے ہوچکی: ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' اسی طرح دیگر اشیاء مثلاً تعوذ، تسمیہ اور اونچی آواز سے جنازہ بھی دیگر احادیث کی روشنی میں ثابت ہے۔ بعض حنفی کہتے ہیں کہ بلند آواز سے محض تعلیم کے لیے پڑھایا تھا نہ کہ عمل کے لیے۔

قارئین کرام:

یہ بھی دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے، اگر ایسا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کی وضاحت فرما دیتے۔ تم بلند آواز میں نہ پڑھنا میں نے تو محض تعلیم کے لیے پڑھایا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تعجب

ہے کہ جنازہ تعلیم کے لیے بلند اور باقی دین آہستہ، کیا جنازہ آہستہ نہیں ہو سکتا تھا؟ ہو سکتا تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک مرتبہ جنازہ آہستہ بھی پڑھایا ہے جس کے ہم انکاری نہیں لیکن احادیث کی غلط تاویل نہیں کرتے۔ ہم دونوں طرح جائز اور صحیح مانتے ہیں یہ احناف ہی نے منکرین حدیث کے لیے چور دروازے کھول رکھے، کبھی کہتے ہیں کہ آپ کا آخری عمل دکھاؤ؟ جس کا معنی ہوا کہ آپ کی پہلی زندگی کا عمل قابل قبول نہ ہوگا۔

(معاذ اللہ)

جب آخری عمل، آخری تشہد میں تورک کرنے والا دکھائیں تو کہتے ہیں یہ عمل اس لیے کیا تھا کہ آپ کا جسم بھاری ہو گیا تھا یہ سب جھوٹ اور من گھڑت افسانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ اس میں دور اور عمر کا مسئلہ نہیں البتہ جس حکم کو آپ خود منسوخ فرما دیں اس پر عمل جائز نہیں۔

خلاصہ کلام:

نماز جنازہ کے اکثر مسائل دیگر نمازوں سے لئے ہیں ورنہ لفظ بہ لفظ جنازہ کے لیے ترتیب اور طریقہ ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ اگر خلیل احمد کو اپنے اکابر علماء پر اعتماد نہیں تو وہ خود اپنی شرائط کے مطابق جنازہ ثابت کر دکھائیں کیونکہ انھوں نے بھی خود کو اہل سنت لکھا ہے جو اعتراض یا سوال اہلحدیث پر ہے وہی سوال واعتراض ان پر لاگو ہوتا ہے۔

علمائے احناف سے چند سوالات:

(۱) نماز جنازہ کے لیے وضوء شرط ہے، اگر پانی نہیں تو کیا تیمم ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ (۲) نماز جنازہ کی مروجہ نیت کے الفاظ "چار تکبیر نماز جنازہ، فرض، کفایہ، ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے درود واسطے نبی کریم اور دعا واسطے حاضر میت کے منہ طرف قبلہ شریف، پیچھے اس امام کے" کیا یہ سنت ہے، اگر سنت ہے تو حدیث سے ثبوت دیں، اگر ثبوت نہیں تو سنت بھی نہیں، جب سنت نہیں تو تم اہل سنت کیسے؟ مکمل نماز جنازہ عربی میں اور مروجہ نیت کے الفاظ اپنی پنجابی، اردو، زبان میں ہونا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ دین حنیف میں ایک نئی ایجاد (بدعت) ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس نیت میں بہت سی اشیاء کا ذکر کیوں نہیں؟

مثلاً:

امام کون، قبرستان کہاں کا، شہر یا گاؤں کونسا، تحصیل و ضلع کا نام، میت کا نام، میت کا نام ونسب اور قوم، صفیں کتنی، مقتدیوں کی تعداد، امام کی نیت کے الفاظ مقرر نہیں کہ وہ کیسے نیت کرے گا، کیا وہ ان الفاظ سے نیت باندھے گا، آگے ان مقتدیوں کے، اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اور مقتدی پیچھے اس امام کے کیوں کہیں؟ کیا امام کو نیت کی ضرورت نہیں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: انما الاعمال بالنیات تمام اعمال کا انحصار نیتوں کے ساتھ ہے۔ (صحیح بخاری)

جنازہ پڑھنا بھی بے کار:

پھر اس نیت میں ثناء کے الفاظ کی وضاحت نہیں کہ کونسی ثناء پڑھی جائے گی۔ فاتحہ تو مقتدیوں کو پڑھنے نہیں دیتے اور دوسری ثناء کی وضاحت نہیں کی کہ کونسی پڑھنی ہے۔ نہ درود کے الفاظ کی وضاحت کی ہے کہ فلاں فلاں پڑھوں گا، جب نیت ہی میں وضاحت نہیں کہ ثناء اور درود کونسا ہے؟ تو مقتدیوں سے ثناء درود کی نیت محض دھوکہ اور فراڈ ہے، لہٰذا غیر اہل حدیث جنازہ سے ثابت ہوتا ہے کہ "مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ (سنت) درود" جس چیز کی نیت کروائی جا رہی ہے وہ پڑھنے نہیں دی اور جو پڑھا ہے اس کی نیت ہی نہیں کی، لہٰذا یہ میت کے ساتھ بڑا دھوکہ ہے۔

(۱) جنازہ میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا، دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیاں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیاں ہاتھ چھوڑنا، کیا یہ سنت ہے؟

(۲) اگر کوئی نمازی کھڑے ہو کر جنازہ نہ پڑھ سکتا ہو تو کیا وہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؟ جو ایک، دو تکبیر کے بعد آئے وہ چار تکبیر کہے یا کتنی؟ جبکہ اسے معلوم نہیں اور وہ سوال بھی نہیں کر سکتا کیونکہ سوال کرنا منع ہے۔ آپ بتائیں کہ کن الفاظ سے کونسی نیت کرے گا؟

(بقیہ ص 17)

خزینہ بخشش ومغفرت

ابوثوبان محمد سلیمان شاکر

قسط نمبر 3 آخری

توبہ کیسی ہو؟:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی بے پایاں رحمت کے سامنے ہمارے گناہ کچھ بھی نہیں، ساری مخلوق کے بھی گناہ گاروں کو معاف کر کے بھی اس کے بحر رحمت میں کمی نہیں آسکتی کیونکہ اس نے لا تقنطوا من رحمة الله کا سہارا دے کر گرتے ہوؤں کو تھام لیا۔ والله روف بالعباد کہہ کر ہمارے کمزور حوصلوں کو جلا بخشی مگر توبہ کرتے وقت ہمیں اللہ رب العزت کی یعلم مافی الصدور والی صفت عالیہ کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ دل میں یہ خیال فاسد اور نیت میں یہ فتور نہ ہو کہ چلو یہ گناہ تو بخشواؤں آئندہ پھر من مانی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا "اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ {التحریم:8}

مفسرین کرام نے سچی توبہ کے لوازمات میں یہ شرائط عائد کی ہیں: (۱) جس گناہ پہ نادم ہو کر توبہ کر رہا ہے اسے ترک کرے (۲) اللہ کے حضور اظہار ندامت کرے (۳) اس عزم کے ساتھ توبہ کرے کہ آئندہ بھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا (۴) گناہ اگر حقوق العباد سے متعلقہ ہے تو جس کا حق غصب کیا ہو اس کا ازالہ کر کے معافی مانگے کیونکہ فقط زبان سے توبہ کے لفظ بے معنی ہوتے ہیں (۵) زندگی کی سانسیں چونکہ بے اعتبار ہیں نہ جانے کب پیغام اجل آجائے اس لئے طلب توبہ میں تاخیر سے کام نہ لیں بلکہ جتنی جلدی ہو سکے اللہ کے حضور گڑگڑا کے استغفار کریں۔

توبہ میں تاخیر کیوں؟

انسان جب شیطان ابلیس کے دام صیاد میں آکر نادانی سے نافرمانی کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اسے چاہیے جتنی جلد ہو سکے بارگاہ رب الغفور الرحیم میں عاجزی کے ساتھ اقبال جرم کر کے سائل رحمت بن جائے۔ گناہ تو سرزد ہو ہی جاتا ہے مگر مسلمان کا یہ وصف ہے کہ وہ اپنے گناہ پر قائم نہیں رہتا بلکہ احساس جرم کے ساتھ ہی اس کی روح میں اضطرابی کیفیت (Worried Condition) طاری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب مومن کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے جیسے اس کے سر پر لڑھکتا پہاڑ رکھ دیا گیا ہو جو ابھی گرا کہ ابھی گرا (گناہ اسے احساس دلا کر اتنا پشیمان کر دیتا ہے) جبکہ فاجر وفاسق اپنے گناہ کو یوں (معمولی) سمجھتا ہے جیسے ناک پر بیٹھی مکھی کو اڑا دیا جائے" [صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التوبة رقم الحدیث: 6308] اسی طرح فرمان الٰہی ہے: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا "اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں جو نادانی میں کوئی گناہ کر لیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں پس اللہ بھی ان کی توبہ قبول کرتے ہیں اللہ جاننے والے حکمت والے ہیں۔" {النساء: 17} ابلیس کے شیطانی حربوں میں سب سے مہلک ہتھیار یہی توبہ میں تاخیر ہے۔ انسان جب بھی بغاوتوں سے تائب ہو کر مالک الملک کے سامنے جھکنا چاہتا ہے تو یہ اسے ٹال مٹول کی فریب کاریوں میں مبتلا کر کے خزینہ بخشش سے محروم کر دیتا ہے

عربی اسکالر ڈاکٹر عبداللہ بن محمد المطلق حفظہ اللہ لکھتے ہیں "جن حیلوں (Trick's) کے ذریعہ شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے ان میں سے ایک بہانہ توبہ میں تاخیر ہے، وہ انسان کو وسوسہ دیتا ہے کہ اتنی بھی جلدی کس بات کی؟ اس کے سامنے ابھی ایک لمبا عرصہ حیات باقی ہے اگر اب توبہ کر کے پھر گناہ کیا تو تیری توبہ قبول نہ ہوگی، اس لئے جب 50/60

سال کا ہو جائے تو پھر خالص توبہ کر لینا پھر مسجد کو لازم پکڑ لینا ابھی تو تو جوانی کے حسین مراحل میں ہے اپنے نفس کو آزاد رکھ اور اسے اللہ کی اطاعت کا پابند کر کے مشقت میں نہ ڈال۔''

حضرات محترم! خدارا اپنی چلتی سانسوں کو مہلت و غنیمت سمجھ کر، عمر رفتہ (Timeless Life) کی خطاؤں پہ شرمندہ ہو کر، اپنے مالک حقیقی کے ذکر کو دل میں بساتے ہوئے اس کے حضور دست معافی دراز کریں، اس کی یاد پر بہار کے حسین جھونکوں کے ساتھ خلوت نشینی اختیار کریں، اپنے عیش پرست نفس سوء کو ملامت کریں، خدارا تنہائی میں بیٹھ کر خود کو مخاطب کریں اور سوچیں کہ ہم کتنے غافل ہیں اور وہ کتنا غفور الرحیم ہے

اے انسان! تو نے مدتوں اپنے پروردگار کی نافرمانی کی مگر وہ تجھے اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا، تجھے کبھی اس کے سامنے جھکنا نصیب نہ ہوا مگر وہ تجھ کو نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم کہہ کے بلاتا رہا اور جب تو اپنے ان گنت گناہوں کو دیکھ کے گھبرایا تو اس نے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی شفیق چھاؤں سے تجھے ڈھانپنے کا وعدہ فرمالیا، چھوڑ دے اب اس کی حکم عدولی کا غلیظ راستہ، اس سے معافی مانگ لے، اسے اپنے اوپر راضی کر لے، اس کے خزینہ مغفرت کا سوالی ہو جا قبل اس کے کہ موت کی مدہوشیاں تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیں، غرغرہ بول پڑے، جان ہنسلی میں آ کے اٹک جائے، سانسوں کی مالا ٹوٹ کے بکھرے اور تو موت کی بے رحم پکڑ اور قبر کی پر وحشت وادی کا شکار ہو جائے

اس خاک کو بخش دے یا خدا
اس خاک میں ملنے سے پہلے

بقیہ: مسنون نماز جنازہ

مولانا خلیل احمد آپ ان تمام سوالات کے جوابات سنت مصطفی اور صحیح حدیث سے ثابت کریں گے، کسی کا قول یا فتویٰ وغیرہ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ آپ نے خود کو اہل سنت لکھا ہے۔

شرائط نماز جنازہ:

نماز جنازہ میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ میت اور نمازی دونوں صحیح العقیدہ ہوں، مومن و مسلمان ہوں یعنی شرک و بدعت سے پاک ہوں۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مشرک و بدعتی ہوا تو میت کو فائدہ ہوگا نہ ہی جنازہ پڑھنے والے کو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار صحابہ کی عبداللہ بن اُبی (منافق) کے لیے پڑھی ہوئی نماز جنازہ فائدہ مند نہ رہی بلکہ اللہ کی طرف سے آئندہ نہ پڑھنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ''(منافقین) کے لیے دعا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر مرتبہ کرنا چاہیں تب بھی اللہ انھیں کبھی نہیں بخشے گا۔'' (التوبہ:80) اسی طرح دوسرے مقام پہ فرمایا: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ ''نبی اور مومنوں کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے کتنے ہی قریبی کیوں نہ ہوں'' (التوبہ:113)

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس آدمی کا اپنا عقیدہ اور عمل صحیح نہیں اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعا مغفرت کی ہوئی بھی فائدہ نہیں دیتی۔

جنت میں گھر بنائیں

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

''جو اللہ کیلئے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اُسکے لیے جنت میں گھر بناتا ہے''

مناواں جی ٹی روڈ لاہور کے بالکل قریب جماعت اہلحدیث اور حاجی نذیر احمد کی زیر نگرانی دو کنال کے وسیع و عریض رقبہ میں مسجد تعمیر کی جاری ہے، چھت پر لینٹر پڑ چکا ہے اب اینٹ بجری، ریت، سیمنٹ کی اشد ضرورت ہے۔ اہل خیر حضرات و خواتین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیرات میں دل کھول کر عطیات دیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

[منجانب: نعیم احمد 0345-7656730_0321-9794129]

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

محمد احسان الحق شاہ

ازل سے دنیا میں عروج وزوال کا سلسلہ جاری ہے۔ کہتے ہیں ''ہر کمالے را زوالے'' (ہر کمال کو زوال ہے) عروج وزوال کے اسباب پر توجہ کی ضرورت ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ بعض قومیں صدیوں تک ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئیں اور بعض صدیوں سے ذلت ورسوائی میں پڑی رہیں، کون کس طرح بلندی سے پستی میں جا گرا اور کون کیسے غلامی کی زنجیریں توڑ کر اوجِ ثریا پر جا پہنچا؟ جاندار حرکت کرتا ہے، بے جان چیز جوں کی توں پڑی رہتی ہے، ہاں زندوں کی ٹھوکریں انہیں ادھر ادھر بھگی پھرتی ہیں، انسان اور جانور میں بنیادی فرق یہ ہے جانور کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، وہ پیدا ہوتا ہے کھاتا پیتا اور مر جاتا ہے، انسان سے پہلے دنیا میں باقی ساری مخلوق موجود تھی، لیکن زمین بیابان جنگل کا منظر پیش کر رہی تھی۔

آج فکر وعمل میں تبدیلی کی ضرورت ہے، سوچ بدلنے نظریات بدلنے، مثبت انداز اپنانے اور ضمیر کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے، ذرا پیچھے مڑ کر دیکھئے، ہمارے بزرگ جنہیں ایک وقت کا کھانا بھی بمشکل نصیب ہوا کرتا تھا، وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ زاری کے ساتھ رب کو یاد کیا کرتے تھے۔ **کانوا قلیلاً من اللیل ما یھجعون** وہ رات کو سوتے کم اور جاگتے زیادہ تھے۔ (القرآن) ان کے اشکوں کا صلہ پا کر بجائے سجدہ شکر بجالانے کے، ہم شتر بے مہار ہو گئے۔ رہبری کی بجائے راہزنی کی طرف رخ کر لیا اپنے پرائے کا غم کھانے والے آج اپنوں کے خون کے پیاسے ہو گئے، خونِ مسلم کی یہ ارزانی کیسی؟

میرے بھائیو! آؤ بندوق کی بجائے قلم اٹھاؤ، سگریٹ کی جگہ کتاب پکڑو، ہیرو ئنی بننے کی بجائے قومی ہیرو بن کر دکھاؤ، دشمنی کو دوستی میں بدلنے کا ڈھنگ اپناؤ، اچھے کے ساتھ تو ہر کوئی اچھا ہی ہوتا ہے۔ تم بڑا سلوک کرنے والوں سے بھلا کرنے کی طرح ڈالو، گالی کا جواب گالی یا گولی سے نہیں، صبر اور دعا سے دینا سیکھو، غصہ کھانے کی بجائے غصہ پینا سیکھو، بدلہ لینا تو سب کو آتا ہے، کاش کوئی معاف کرنا بھی سیکھ لے: **الا تحبون ان یغفر اللہ لکم** کیا تمہیں پسند نہیں اللہ تمہیں معاف کر دے۔

(القرآن)

ارشادِ الٰہی ہے: **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** اگر کلمے میں سچے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپناؤ **فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون** کے الفاظ میں آپ ﷺ ہمیں جھنجھوڑ گئے، راہوں پر کانٹے بچھانے والوں کی بیمار پرسی کر کے، طائف میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دینے والوں کے حق میں **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** کے الفاظ میں دعا دے کر، خون کے پیاسوں مکہ سے ہجرت پہ مجبور کرنے والوں، جنھوں نے مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا، عمرہ سے روک دینے والوں، چچا اور رضاعی بھائی حضرت امیر حمزہ کو شہید کرنے والوں، بیٹیوں کو طلاقیں دینے والوں، معلوم نہیں کیا کیا زیادتیاں کرنے والوں کو **لا تثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء** کے ایک ہی جملے میں معاف کر کے رہتی دنیا تک احسان کرنے کا انمٹ نمونہ چھوڑ گئے۔

ہم تو بہادری کی شیخیاں مارتے ہیں، بھڑکیں مارتے ہیں مگر بہادری کا لازوال اور بے مثال نمونہ دیکھنا ہو تو آمنہ کے لال پیکرِ حسن و جمال کو دیکھو، گھپ اندھیری رات تھی، ہر طرف سناٹا تھا۔ اچانک ایک خوفناک آواز سنائی دی، مدینہ میں بسنے والے گھبرا کر شہر سے باہر نکل آئے،

مختلف چہ مہ گوئیاں ہو رہی تھیں کہ دور سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی، اندھیرے کے سبب آنے والے کی پہچان نہیں ہو رہی تھی (اس لئے آپ ﷺ چہرہ مبارک سے روشنی کی شعاعیں نہیں نکلتی تھیں) کچھ دیر بعد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گھڑسوار تو محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور فرما رہے تھے کہ اے مدینہ والو میں مکمل خبر گیری کر کے آرہا ہوں، کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ جاؤ چین سے سو جاؤ۔

آج ہم کہتے ہیں کہ او جی یہاں تو تانا بانا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ایک اکیلا شخص کیا کر سکتا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ کیا جاہلیت کا زمانہ اس سے بدتر نہ تھا؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے تن تنہا انقلابی آواز نہیں اٹھائی تھی؟ کون تھا کوہ صفا پر آپ ﷺ کے ساتھ؟

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

ہمارا میر کارواں کون ہے بھلا؟

بلکہ ہمیں تو فخر ہونا چاہئے کہ

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا

اس نام سے باقی آرام جاں ہمارا

وہ تو اکیلے میدان عمل میں کود پڑے تھے، حرا سے نکلے تو ایک تھے، مکہ سے نکلے تو دو تھے، مدینہ سے نکلے تو 313 تھے ان کی محنتیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور آج آپ برملا طور پر کہہ سکتے ہیں!

وہ دن گئے کہ تنہا تھا میں انجمن میں

یہاں اب میرے راز داں اور بھی ہیں

اب آپ تنہا نہیں ہو، ہاں اگر نہیں ہے تو جذبہ نہیں ہے، سامنے کوئی ہدف نہیں ہے، کسی منزل کا تعین نہیں ہے، سوائے کھانے پینے اور جھوٹی انا کے، جینے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ میرے شہر کے رہنے والو، مجھ سے محبت اور عقیدت رکھنے والو، قرآن و سنت کو اوڑھنا بچھونا بنانے والو، اہل حدیثو تبدیلی پیدا کرو، اپنے افکار میں، نظریات میں، خیالات میں، گفتار میں، کردار میں، بدلو انداز زندگی کو، چال چلن کو، توڑ دو اس جمود کو، ہر قسم کی بے راہ روی کو، اپنی منزل کی طرف قدم بڑھاؤ، غرور و تکبر کا بت توڑ دو، شرک کے خلاف علم بغاوت بلند کرو، بدعات کے خلاف آواز اٹھاؤ، مخلوق کی بجائے اللہ سے ڈرنا سیکھو، سلامتی کی طرف قدم بڑھاؤ، دنیا کو امن اور انصاف کا پیغام دو، اپنی قوت کو باہمی رسا کشی کی بجائے دین کی سربلندی کے لئے استعمال کرو، اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کا ذخیرہ جمع کرنے کی فکر کرو، غریب وہ نہیں جس کے پاس مال نہیں، غریب وہ ہے جس کے اچھے اعمال نہیں، میری نہیں مانتے تو نہ مانو، میں اپنی منوانا بھی نہیں، اپنے رب کی تو مان لو: **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔**

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اے لوگو! میری گزارشات پہ کچھ غور کیجئے، اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرو، اپنے اندر مثبت تبدیلی پیدا کر لو، اگر رب کعبہ نے تبدیلی لانے کا فیصلہ کر لیا تو سن لو "تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں" و **ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم** (القرآن) اگر تم نے منہ موڑا تو وہ تمہاری جگہ ایسی قوم پیدا کر دے گا جو تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

تقدیر امم کیا ہے؟ کچھ کہہ نہیں سکتا

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

بقیہ: عصر حاضر میں دینی مدارس کے طلباء کی ذمہ داریاں

اس لیے آج ہر ایک مسلم طالب علم پر لازم ہے کہ وہ امر **بالمعروف والنھی عن المنکر** کا انتہائی اہم فریضہ سرانجام دینے میں اپنا کردار ادا کرے۔ آج اگر حالات کے تناظر میں نظر دوڑائیں تو ہمیں ہمارا معاشرہ تہذیب غیر کا دلدادہ نظر آتا ہے اور اسلامی تہذیب اس معاشرہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تو ایسے میں ایک مسلم طالبعلم پر یہ لازم ہے کہ وہ تہذیب نو کے دلفریب اور مکروہ چہرے کو لوگوں کے سامنے آشکار کرے اور اسکے مضر اثرات اور نقصانات لوگوں پر وا کرے (جاری ہے)

مولانا محمد یوسفؒ علمائے سلف کی نظر میں

مولانا عنایت اللہ امین

قسط نمبر2

شاعر اسلام مولانا شہاب الدین ثاقب زیرویؒ (وفات 1993ء):

مولانا مرحوم جماعت اہل حدیث کے معروف عالم دین تھے تقریباً 60 سال دینی تبلیغ میں معروف رہے۔ ان کی پنجابی شاعری بہت موثر سادہ اور دلنشین تھی جس سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ کتاب وسنت کی اشاعت وترویج میں ان کا کردار مثالی تھا۔ ملتان کے رہائشی تھے، ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ متعدد منظوم کتابوں کے مصنف ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے اوران کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

انھوں نے مولانا محمد یوسفؒ کا تصنیف کردہ رسالہ ''مطمعہ در تحقیق مسد'' کا پنجابی شاعری میں ترجمہ کرتے ہوئے مولانا صاحبؒ کے متعلق جو اظہار خیال کیا وہ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

مولانا محمد یوسف عالم اے دین دا
توحید دا عاشق سنتِ نبوی تعلیم دا
ناشر خطیب سچے دین قویم دا
شرک تے بدعت بھاوے ناہیں
تونی الملک من تشاء اللہ عزت عطائی
دین دی خدمت سر اُتے اٹھائی
قال اللہ و قال الرسول اوتھے ہندی پڑھائی
رونقاں لایاں حد ناہیں
مولانا یوسف نوں خوش رکھے رب دی ذات اے
نظر اساڈی وچ نیک ابرار اے
قرآن حدیث دی ایہہ ساری برکات اے
برسدی رحمت ہر ہر تھائیں

مولانا یوسف اُتے فضل وھاب دا
ایہہ دین دا عاشق روشن ٹکڑا مہتاب دا
پڑھیا پڑھاوے علم سنت کتاب دا
برکتاں کرے اللہ سائیں
اللہ دی قسم پھر پھر ویکھیا چوفیرے میں
درس مدرسے ویکھے اکھیں گھیرے
پر جھوا سکون پایا یوسف دے وہڑے میں
ہور دے کیتے ڈھا ناہیں

(ماخوذ رسالہ مطمعہ من اس اشاعت 1977ء راجووال)

مولانا محمد مدنیؒ جہلم (وفات 2002ء):

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسفؒ ہماری جماعت اہلحدیث کے وہ عظیم عالم ہیں جن کا شمار جید اور نامور علمائے کرام میں ہوتا ہے۔ راجووال جیسے دور دراز اور مرکزی شاہراہ سے ہٹ کر ایک چھوٹے سے علاقہ میں مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ اب ایک تن آور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اصلها ثابت وفرعها فی السماء کا مصداق بن چکا ہے۔

یقیناً یہ ان کے خلوص نیت اور جذبہ صادقہ کی دلیل ہے۔ مولانا یوسفؒ کے ہمارے والد محترم حافظ عبدالغفور جہلمی مرحوم کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ چونکہ دونوں بزرگوں کا تعلق ایک ضلع سابقہ میںگمری سے تھا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں جیل کے بھی ساتھی ہیں۔ دوران اسیری میںگمری جیل میں ہمارے والد نے صرف چالیس دنوں میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ مولانا یوسفؒ نے علمائے دین واحرار اسلام کتاب شائع کر کے گراں قدر خدمات دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے اوران کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین (ماخوذ: حرمین شریفین ماہنامہ ج 7 مئی شمارہ 5 1997ء)

(جاری ہے)

کیا پارلیمان مقدس ادارہ ہے؟

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

پاکستان کا آئین ساز ادارہ ''پارلیمان'' مقدس نہیں ہے۔ اس نام نہاد مقدس ومحترم ایوان میں آئین، اخلاق، تقویٰ، عدل وانصاف، اصلاح وفلاح کی دھجیاں بکھیرنے والے، تہذیب وشرافت، ایمان واسلام تقویٰ وطہارت سے عاری اجڈ، بدکردار، بے حیا، متعفن، آلودہ کردار، فاجرین اور فاسقین بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ علم ودانش، سیرت وکردار اور فہم وفراست سے تہی دامن ذہن نمائندگان شر ہیں۔ ان کا کام عیاشی کرنا، ملکی خزانے کو لوٹنا اور عوامی اقتدار کے مزے لوٹنا ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست میں ان کا وجود شیاطین واشرار کے ہم معنی ہے۔ پاکستانی عوام بھی مجرم ہیں جو ایسے نابکار ارکان اسمبلی کو برداشت کیے بیٹھے ہیں۔ اب اگر عوام ان ظالمین وفاسقین کے خلاف نہ اٹھے تو پھر عرش الٰہی سے آگ کے انگارے برسیں گے اور ان ظالموں کی عادیوں اور ثمودیوں کی طرح جڑ کاٹ کر رکھ دی جائے گی۔ مقدس ایوان کے الفاظ ہی زہرناک ہیں۔ یہ کیسا مقدس ایوان ہے کہ جس کے اندر اسلام اور اسلامی تہذیب کے دشمن، عوام کے قاتل، ملکی خزانے کے چور، عدل وانصاف کی دھجیاں بکھیرنے والے بدکردار، بے حیا اور بے ایمان ارکان براجمان ہیں۔ یہ ارکان عزت مآب اسلامی نظام حیات اور اسلامی ریاست کے بدترین مخالف ہیں۔ یہ فسق وفجور، اور ظلم وجبر کے مجسمے ہیں جنھوں نے پاکستان کے کروڑوں عوام کا مستقبل تاریک کر دیا ہے۔ ان کے پاس اربوں کے بنگلے ہیں، لاکھوں ایکڑ اراضی ان کے زیر تصرف ہے اور ان کے پاس کروڑوں کی لگژری گاڑیاں ہیں۔ کھربوں روپے کے بینک بیلنس کے مالک ہیں۔ پری پیکر بیویوں سے ان کی آرام گاہیں منور ہیں جبکہ گرمیاں ٹھنڈے علاقوں میں گزارتے ہیں۔

اس کے برعکس غریبوں کے پاس دو وقت کی روٹی کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ غریب بیوہ کے بچے گولیاں، ٹافیوں اور سیب کی قاش کے لیے ترستے ہیں۔ گوشت، آٹا، چاول، گھی، گیس، بجلی، پٹرول، کھادوں، کرم کش ادویات، سبزیوں اور پھلوں کے نرخ عام آدمی کی دسترس سے دور ہیں۔ زندگی امیر لوگوں کے لیے جنت ہے اور غرباء کے لیے جہنم ہے۔ غرباء ان کی چاکری اور خدمت کے لیے پیدا ہوئے ہیں، کیا اقبال کا فلاحی پاکستان کہیں نظر آتا ہے؟ اب تو اسلامی دور آنا چاہیے، اس دور کو اب ایک اور فاروق اعظمؓ چاہیے جو شر کے زہر سے آلودہ سروں کی پکی فصل کاٹ دے۔

پاکستان کا یہ آئین ساز ایوان غریبوں کے لیے جبر کے قوانین تیار کرتا ہے تاکہ اقتدار کی چابیاں ان امیروں کے پاس رہیں اور غریب ان کی خدمت کرتے رہیں۔ اب قومی وعالمی منظرنامہ بدلے گا اور حق وعدالت کے مجاہدین صداقت اقتدار کے ایوانوں میں جلوہ افروز ہوں گے، پاکستان کا آئین ساز ایوان تو اشرار وشیاطین اور فساق وفجار کا ایوان ہے،

گندے اور غلیظ افکار کے حامل انسانوں کی اجتماع گاہ ہے جو محض تفریح کے لیے اس ایوان میں تشریف لاتے ہیں۔ یہ ایوان نہیں بلکہ ہوٹی کلب ہے جہاں یہ فساق عالم اپنی غلیظ امنگوں کی تسکین کے لیے جمع ہوتے ہیں اور پاکستانی عوام کا گلا گھونٹنے کے نت نئے فارمولے سوچتے اور تجویز کرتے ہیں۔ اس ایوان میں تقدس اور طہارت کے پھول نہیں کھلتے بلکہ یہاں عدل وانصاف، خیر وفلاح کا قتل عام ہوتا ہے۔ ذہنی ونفسانی آلودگی، اخلاقی غلاظت اور نفسیاتی تعفن کے زہریلے کانٹے بوئے جاتے ہیں تاکہ عوام ان کانٹوں سے الجھیں اور اس طرح ان کا دامن امن وسلامتی تار تار ہوتا رہے۔ اس کریہ الاثیم ایوان کو مقدس کہنا تقدس کی توہین ہے، تقدس تو تقویٰ وطہارت، ایمان وسلامتی، قرآن وسنت، خیر وفلاح، عدل واحسان اسلام اور صالحیت کا نام ہے، جبکہ شیاطین عصر جدید کا یہ خوفناک ٹولہ تو ایوان آئین ساز میں بیٹھ کر تقدس کی ان تمام صورتوں کا قتل عام کرتا ہے۔

اس بین حقیقت کے باوجود ان بدقماشوں اور حیوانیت وضلالت کے علمبرداروں کو مقدس ایوان کا محترم رکن کہنا اسلام اور تقدس کی توہین ہے۔ یہ وہ بدقماش اور بدکردار نمائندگان ہیں جو دنیا میں کفر وشرک، فسق وفجور اور شر وفساد کی طاقتوں کے حلیف اور نظام خیر وفلاح اور عدل واحسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ان کی آئیڈیل شخصیت عصر حاضر کا خنزیر بارک اوباما ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان وعلیؓ سے ان

کوچہ ہے، اس لیے ان کی فاسقانہ سرگرمیوں کے مرکز ایوانِ فسادآفریں کو مقدس کہنا غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

سطورِ بالا میں راقم نے ذرا تلخ لہجے سے کام لیا ہے۔ اصل میں حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ ایک حساس انسان تلخ تبصرہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چھیاسٹھ برس سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے لیکن پاکستان میں سیاسی اور مالیاتی انتظامی وحکومتی کرپشن روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اخلاقی قدریں روبہ زوال ہیں، عام لوگوں کے حالاتِ زندگی اذیت ناک ہیں، پاکستان کے علاوہ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں حالات کا جبر وقہر اتنا شدید ہو۔

ارکانِ ریاست کھربوں کے مالک ہیں جبکہ عوام ایک فلاحی سماج اور صاف ستھری ریاست کا خواب دیکھتے دیکھتے اب اصلاحِ احوال سے بالکل مایوس ہو چکے ہیں، صبحِ بہاراں کی راہ تکتے تکتے عوام بے چارے غربت وافلاس کے صحرائے تیرہ وتار میں بھٹک رہے ہیں جبکہ ارکانِ ریاست وحکومت اربوں کی عالی شان عمارتوں میں رہائش رکھتے ہیں اور ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو کر دیہی علاقوں کے فضول دورے کرتے ہیں۔

جس ایوان کو میں نے آڑے ہاتھوں لیا اور جس کے بارے میں طنز وتعریض کے حدت آفریں ریمارکس دیے ہیں، اس ایوان میں چند دین دار، صاحبِ ایمان، حاملین فہم وفراست، ملتِ اسلامیہ کا درد رکھنے والے اور اسلامی انقلاب کا خواب دیکھنے والے ارکان بھی موجود ہیں، یہ ارکان پاکستانی عوام کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں لیکن یہ بچارے حالات کے جبر کے آگے بے بس ہیں۔ اقتدار کے سارے ذرائع پر اہلِ شر کا قبضہ ہے اس لیے شریف النفس ارکانِ اسمبلی پاکستان میں معنوی فلاحی واصلاحی، اخلاقی وتہذیبی اور اسلامی وایمانی انقلاب لانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ عوام صاحبِ شعور ہوتے جائیں گے۔ ایک دن ایوان میں تقدس اور طہارت کے نورانی جلوے ضرور صبحِ نو کا منظر پیش کریں گے اور آئینی طریقے سے اسلامی انقلاب کا راستہ ضرور ہموار ہوگا۔ بقول اقبالؒ

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دور گراں خوابی

بقیہ: درس حدیث

عبداللہؓ کے پاس حکیم بن حزامؓ تشریف لائے اور زبیرؓ کے قرض کے متعلق سوال کیا انھوں نے انھیں بتلایا تو انھوں نے کہا: اگر اس معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے بتلانا، عبداللہ بن زبیرؓ نے مقام غابہ کی زمین سولہ لاکھ میں فروخت کر کے اعلان کیا کہ میرے والد زبیرؓ پر کسی کا قرض ہو تو وہ مقام غابہ پر مجھ سے رابطہ کرے، انھوں نے سب سے پہلے جائیداد فروخت کر کے اپنے باپ کا قرض ادا کیا اور پھر حج کے موقعہ پر چار سال تک قرض کا اعلان کرتے رہے، پھر ورثاء میں وراثت تقسیم کرنے سے قبل ان کی وصیت کے مطابق قرض سے بچنے والی رقم سے تہائی حصہ الگ کر کے باقی ماندہ رقم ورثاء میں تقسیم کی تو اس وقت حضرت زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کے حصہ میں بارہ بارہ لاکھ رقم آئی اور ان کی کل جائیداد کی قیمت پانچ کروڑ دو لاکھ تھی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب فرض الخمس باب برکۃ فی مالہ حیاوميتا مع النبی ج 3 ص 183 رقم الحدیث:3129)

مومن بندہ جس طرح کا اپنے رب سے گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ فرماتے ہیں۔ حضرت زبیرؓ کا ذات باری تعالیٰ کے متعلق کس قدر اچھا ظن تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت کرتے ہوئے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرما دیئے۔ اگر ہر انسان اپنے مالک اور خالق کے متعلق حسن ظن رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ یعنی اپنے خالق حقیقی کے ساتھ حسن ظن رکھنے والا پھر اپنے مالک کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو مخلوق الٰہی پر خرچ کر کے ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے، اگر معاشرے میں رہتے ہوئے ہر فرد کا طرز عمل بھی یہی ہو جائے تو اس سے باہمی اُلفت ومحبت پیدا ہوگی اور جرائم کا خاتمہ اور قیام امن کا حصول نا صرف ممکن بلکہ یقینی ہو جائے گا۔

□□□□

عصر حاضر میں دینی مدارس کے طلباء کی ذمہ داریاں

طاہر علی صارم، معلم جامعہ اہلحدیث لاہور

قسط نمبر 1

ایمان و ایقان کی نعمت مترقبہ جب کسی بھی مسلم طالبعلم کے سینے میں جاگزیں ہو جائے۔ جب کسی بھی طالبعلم کا دل و دماغ حب جہاد کی تابندہ کرنوں سے منور ہو جائے تو عملی میدان میں اٹھنے والے اس جری سپوت کے قدموں پر موج صبا بھی قربان پھر اس کی چال پر پھولوں کی رنگت بھی قربان پھر ایسے نوجوان طالبعلم کے سامنے پہاڑوں کی بلندیاں بھی ہیچ نظر آتی ہیں۔ پھر اس کی شعوری جرات کے آگے سمندر کی وسعتیں بھی بے معنی ہوتی ہیں۔ ایسا نوجوان ذردیدہ نگاہوں سے کسی کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ میں مستعار لیے ہوئے الفاظ سے اپنی بات آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

دینی طالبعلم امت مسلمہ کے مستقبل کی نوید ہیں۔ یہ وہ عمر ہوتی ہے جس میں وہ کچھ کرنے کا عزم رکھتے ہیں اس عمر میں قدرت اتنی توانائیاں عطاء کرتی ہے کہ اگر ایک نوجوان عزم کرلے تو ہمالیہ کی بلند چوٹیوں تک پہنچ سکتا ہے، وہ ارادہ باندھ لے تو سمندروں کے سینے چیر سکتا ہے وہ اس بات کی فکر کرے تو زمین کے سینے میں مدفن خزانے دریافت کر سکتا ہے۔ وہ عزم کرلے تو اس کائنات کی تسخیر آفتاب و مہتاب شرمندہ تعبیر کر سکتا ہے یہ عمر قدرت اور فطرت کی ضیافتوں کی عمر ہوتی ہے۔ اس طالبعلم کو علم و ادب کی قوت دی گئی ہیں اگر انہیں گرفت میں لایا جائے تو ایک بہت بڑی قوت موجود ہے۔

علم کے ساتھ ساتھ اخلاق ہونا چاہئے۔ علم و اخلاق کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے جب علم کا اخلاق کیساتھ رابطہ نہ ہو پل بننے سے پہلے گر جاتے ہیں، عمارتیں آباد ہونے سے پہلے مسمار ہو جایا کرتی ہے لیکن جب اخلاقی قوت اس کے ساتھ موجود ہوتی ہے تو انسان بہت آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے علم وہ قوت ہے کہ جس کی بدولت انسانیت کو اختیار بخشا گیا ہے۔ علم کی طلب اور اخلاق کی قوت یہ دو ایسے راستے ہیں کہ جن کی بدولت انسان آگے سے آگے بڑھ سکتا ہے۔

علم و اخلاق دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ایک طرف علم دوسری طرف اخلاق کا امتزاج پیدا کریں۔ ہمارے اسلاف قدو قامت کے لحاظ سے بڑے نہیں تھے لیکن علم و اخلاق کے اعلی درجے پر فائز تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا یقینا میرے نزدیک تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے

دینی طالبعلم دنیا کے دوسرے طالبعلموں سے مختلف ہوتا ہے وہ ایسی کوشش کرتا ہے کہ جس کے نتیجے میں اس کا علم، علم نافع اور عمل، عمل صالح بنتا ہے۔ دینی طالبعلم میں ایک قوت ہے، وہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے اور یہ عزم اور قوت ہر وقت اسکے ساتھ موجود رہتی ہے۔ مسلم طالبعلم نہ صرف علم حاصل کرتا ہے بلکہ اخلاق بھی سیکھتا ہے۔

قرآن وسنت پر عمل ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ اس کے انکاری کو دنیا جہاں میں سکون نصیب نہیں ہوتا۔ قرآن وسنت سے محبت اور انکا عملی زندگی میں نفاذ انسان کی زندگی کو راحتوں سے بھر دیتا ہے تو ایک دینی طالبعلم جہاں پر وہ اپنی روزمرہ زندگی میں قرآن وسنت کو معیار بناتا ہے۔ وہاں پر وہ دوسروں کو بھی اس کام کیلئے آمادہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم تک میری ایک آیت بھی پہنچے تو اس کو دوسروں تک پہنچا دیں۔

جہاں یہ بات تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں پر صادر کرتی ہے وہیں پر ایک دینی طالبعلم پر یہ کہیں لازمی ہے کہ وہ دین کی دعوت کے پرچار کے لئے اپنا وقت قربان کرے اور اپنی علمی و عملی صلاحیتوں کے بل بوتے پر معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے کیونکہ یہ دین کا ہی طالب علم

ہوتا ہے جو معاشرے کو درست سمت اور درست قالب میں ڈھالتا ہے۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے

اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلم کے سینے میں کانٹا چبھتا ہے تو دوسرے کونے کا مسلمان اس کانٹے کی چبھن کو اپنے سینے میں محسوس کرتا ہے، اگر کہیں امت مسلم پر ظلم ہو تو کم از کم انکی اخلاقی حمایت تو کی جائے، نہ کہ ان کے قتل میں شریک ہوں۔ آج جو امت مسلمہ پر شب تاریک اتری ہوئی ہے اس کو دور کرنے کیلئے ایک دینی طالبعلم احسن انداز سے اپنے فرائض سرانجام دے سکتا ہے۔ آج امت مسلمہ کی بیٹیوں کی سسکی اور تڑپتی آہیں دینی طالبعلم کو مدد کے لئے پکارتی سنائی دیتی ہیں۔ دینی طالبعلم کو چاہئے کہ وہ محمد بن قاسم کی طرح بہن کی آواز پر لبیک کہے۔

کسی بھی دینی طالب علم کے قول وفعل میں یکانگت کا ہونا از حد ضروری ہے کیونکہ اس کے قول وفعل میں تضاد ہوگا تو وہ ایک اچھا مبلغ اور داعی نہیں بن سکتا۔ بلاشبہ آج وطن عزیز پر فتنے اس طرح اتر رہے کہ جس طرح آسمان سے بارش کے قطرے اترتے ہیں۔ ایک طرف مرزائیت کا فتنہ ہے تو دوسری طرف شرک وبدعت کے عمیق اندھیرے ایک ناسور کی طرح ہمارے معاشرے اور دین کو تباہ کر رہے ہیں، اگر شیعیت کے لئے تیاری کی جائے تو کفر والحاد آڑے ہاتھوں لیتا ہے۔ اگر اس کے خلاف کمربستہ ہوا جائے تو فتنہ تکفیر سکھ کا سانس نہیں لینے دیتا۔ تو ایسے حالات میں جب فتنوں کا سیلاب بہہ رہا ہو ایک دینی طالبعلم پر لازم ہو جایا کرتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے میدان عمل میں اترے اور فتنوں کی سرکوبی کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔

اگر تاریخ کے چہرے سے پردہ سرکائیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء میں جو قدر مشترک تھی وہ توحید ہی تھی اور انبیاء کا بڑا مقصد شرک وبدعت کا خاتمہ تھا۔ آج ہمارا معاشرہ شرک وبدعت کی گمراہی میں لت پت ہے اور اس سے چھٹکارہ کی کوئی راہ سجائی نہیں دیتی۔ ہر کوئی اپنے آپ کو موحد کہلوانے پر تلا ہوا ہے تو ایسے میں دینی طالبعلم پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اللہ کی توحید کی دعوت کا پرچار کرے اور لوگوں کے قلوب و اذہان کو توحید خالص کی تابندہ کرنوں سے منور کرے۔

ایک ہی در پہ سر جھکا ہو تو سکون ملتا ہے اقبال
جھک جاتے ہیں وہ لوگ جن کے ہزاروں خدا ہوتے ہیں

اسلام ایک میانہ روی والا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو جدید علوم سیکھنے کی راہ میں قدغن نہیں لگتا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اگر ہم جدید علوم سے آگاہ نہیں ہونگے تو ہم حالات کا مقابلہ اور نئی دنیا کو اسلام کی دعوت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اس کام سے عاجز نظر آئیں گے۔ ایک دینی طالبعلم دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی آگاہی حاصل کرتا ہے آج کا دور بلا مبالغہ ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ لہذا طالبعلم دین کی تبلیغ کے لئے جدید ٹیکنالوجی کو بھی استعمال کرے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو فحاشی جیسے قبیح جرم سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور قوم کے نوجوان طالبعلم کو اس سے دور رکھنے کے لئے قوانین وضع فرماتا ہے۔ اور فحاشی کے خاتمے کے لئے اس کو کمربستہ کرتا ہے کیونکہ یہ ہی وہ طبقہ ہوا کرتا ہے جو اپنی ذہانت وفہم اور ادراک کے بل بوتے پر فحاشی وعریانی کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق ایسے حالات میں کہ جب فحاشی وعریانی کا نہ رکنے والا سیلاب بہہ رہا ہو اور معاشرے کو ڈی ٹریک کر رہا ہو تو ایک مسلم طالبعلم کی ذمہ داریاں ایسے میں دو چند ہو جایا کرتی ہیں۔ پھر اس پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کا راستہ موڑنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکتا ہو تو زبان سے روکے اگر زبان سے بھی نہیں تو دل سے برا جان اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

(بقیہ ص:19)

اسلام میں سنت کا مقام

ملک عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 1

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفی برجاں مسلم داشتن

خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبلغ ومعلم بنا کر بھیجا گیا اور دین الٰہی کی آخری کتاب قرآن مجید آپ کو عطا کی گئی قرآن مجید ایک واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے اس میں کسی قسم کا غموض وخفا نہیں ہے لیکن اس کے بہت سے احکامات مجمل یا کلیات کی شکل میں ہیں جن کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے فرمائی بلکہ آپ کا کام محض کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا نہیں تھا بلکہ اس کی تشریح وتبیین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی۔ ارشاد باری تعالی ہے: بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ "اور ہم نے تیرے اوپر یہ ذکر (قرآن مجید) اتارا ہے کہ تو لوگوں کے سامنے وہ چیز جو ان کے واسطے اتری ہے اس کو بیان کرے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔" (النحل:44)

حدیث اور سنت عموماً ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور تقریر کا نام حدیث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور رسالت میں اور اس کے بعد بھی ہر دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو اسی طرح واجب الاطاعت سمجھا گیا جس طرح قرآن مجید کو سمجھا گیا اور دونوں کو وحی الٰہی تسلیم کیا گیا۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ اسی طرح دوسرے مقام پہ فرمایا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ اللہ تعالی نے صرف اطاعت رسول کا حکم نہیں دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اسوۂ حسنہ ہے۔" (الاحزاب:21) اس کے بعد یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرمانبرداری کی بھی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ "آپ (ﷺ) کہہ دیجئے اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دیگا" قرآن مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علوم ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ تر ایمان وعقائد اور اصول دین بیان کرتا ہے اس لیے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستور اساسی کی ہے۔ اسکو تفصیلی شکل دینا اور اسکی دفعات کی وضاحت کرنا دراصل حدیث کا کام ہے

سنت کے لغوی معنی:

سنت کے لغوی معنی مروجہ طریقے کے ہیں لیکن محدثین اور فقہاء کی اصطلاحات میں سنت کی تعریف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال وافعال اور دوسروں کے وہ اقوال وافعال مراد ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور اس کو علمائے کرام نے تقریر سے منسوب کیا ہے یعنی آپ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی بات کی ہو یا کہی ہو یا کوئی عمل کیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا اور اس کو علمائے کرام نے تقریر سے منسوب کیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کوئی بات کی ہو یا کہی ہو یا کوئی عمل کیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا ہو۔ (جاری ہے)

جماعتی خبریں

ذمہ داران جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ

اوران کے رابطہ نمبرز

سینئر سرپرست اعلیٰ حکیم قاری خبیب الحسن بھٹی 0332-7424360 سرپرست میاں عبدالعزیز وٹو 0342-4160003 امیر میاں ظفر اقبال وٹو 0314-3714050-0347-4868800 نائب امیر مولانا عبدالرزاق ساجد 0345-4265204 ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسلم صادق 0345-6970170 نائب ناظم اعلیٰ میاں اللہ یار وٹو، ناظم تبلیغ عتیق اظہر، نائب ناظم تبلیغ شہادت اللہ وٹو، ناظم مالیات سیف اللہ، معاون محمد اشرف مجاہد 0345-7435074

(منجانب: ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ 0345-7124184)

دعائے صحت کی پُرزور اپیل

ملک دوست محمد اعوان کی صاحبزادی فرحت ناہید بیمار ہیں۔ تمام قارئین کرام ودوست احباب سے بچی کی تندرستی کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی جاتی ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین (منجانب: حبیب الرحمن عثمانی)

محفل حمد ونعت

جماعت اہلحدیث لاہور کے زیر اہتمام مورخہ 12 مئی بروز سوموار جامع مسجد توحید اہلحدیث تاج کالونی بینک سٹاپ مناواں میں ایک عظیم الشان محفل حمد ونعت کا انعقاد کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا جس کی سعادت قاری کرامت اللہ کے حصہ میں آئی اور حمد ونعت کے موتی چوہدری اللہ دتہ اعوان اور احمد یعقوب اعوان نے بکھیرے اور سامعین سے داد حاصل کی۔ بعدازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے حضرت

مولانا قاری محمد حنیف ربانی کو دعوت خطاب دی گئی تو انھوں نے محبت رسول ﷺ کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپنے مال، جان، ماں باپ اور بیوی بچوں سے بڑھ کر محبت کرنا ہی محبت رسول کا بنیادی تقاضا ہے۔ جب تک انسان ان تمام چیزوں سے بڑھ کر رسول اللہ سے محبت نہیں کرتا اس کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ اسکے بعد مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نوجوانان مناواں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے بارش کی وجہ سے دومرتبہ انتظام کرکے پروگرام شروع کیا تو پھر تیز وتند بارش نے آن لیا تو انھوں نے جامع مسجد انتظام کرکے پروگرام کو کامیاب بنایا۔ نوجوانوں کا یہ عزم دیکھ کر مجھے رب تعالیٰ کا وہ فرمان یاد آگیا کہ ایسے نوجوان جو لوگوں کی باتوں کی اور لوگوں کے تمسخر اڑانے کے باوجود اللہ کے دین پر استقامت اختیار کرتے ہیں اللہ کہتے ہیں ان کے لیے میری جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہیں جس سے چاہیں داخل ہوجائیں۔ آخر میں مولانا ناصر مدنی نے خطاب رحمت اللعالمین کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں، انھوں نے نہ صرف اپنی بیٹیوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی بلکہ اپنی جان کے دشمنوں کی بیٹیوں کو بھی تحفظ فراہم کیا۔ اس شاندار پروگرام میں مولانا شکیل الرحمن ناصر سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان، مولانا بشیر احمد سلفی، سلمان عادل، قاری یونس عزیز گلشن پوری، قاری اشتیاق احمد ساقی اور دیگر ذمہ دران جماعت اہلحدیث لاہور موجود تھے۔ ان تمام احباب جماعت کنوینر کانفرنس وقاص احمد قاسمی اوران کے رفقاء کو مبارکباد پیش کی جنھوں نے پروگرام کی کامیابی کے لیے انتھک محنت کی ہے۔ علاوہ ازیں پروگرام کے بعد جماعت اہلحدیث واہگہ ٹاؤن کی میٹنگ بھی ہوئی جس میں مولانا شاہد محمود جانباز نے ذمہ داران لاہور کو ازسرنو تنظیمی کام تیز کرنے کے حوالے سے ہدایات دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت کے ساتھ خلوص نیت سے چلنے اور اشاعت اسلام میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

(منجانب: مولانا وقاص احمد قاسمی لاہور)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE